امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۲۸؍ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۳؍نومبر ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر:43

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ بچوں کو اچھا بنانے کے لئے......
■ علماء کرام اپنے مقام ومنصب کو پہچانیں
■ کئی اہم معاملات عدلیہ............
■ باقی رہنے والے اعمال......
■ آسام میں مسلم ذات شماری کا مطلب
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

چغل خوری - دخولِ جنت سے محرومی کا سبب

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سماجی برائیوں میں ایک بڑی بُرائی چغل خوری ہے، شریعت کی نظر میں یہ گناہ کبیرہ ہے، اسے عربی میں ھمزہ، قتات اور نمیمہ نیز چغل خور کو ہماز اور نمام کہتے ہیں، کسی کی بات اس شخص کو یا جماعت کو نقصان پہونچانے، فساد و بگاڑ پیدا کرنے کی غرض سے دوسروں تک پہونچانا چغل خوری ہے، امام نووی نے شرح مسلم میں یہی تعریف کی ہے، قرآن کریم میں ایسے لوگوں کو ھماز کہا گیا ہے، اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کے بارے میں سورۃ ھمزۃ اتاری ہے، احیاء العلوم (۱۹۲/۳) میں امام غزالی نے بھی ھمزہ کے معنی چغل خور ذکر کیا ہے، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے هُمَزَة اور لُمَزَة کا ترجمہ طعنہ دینے اور عیب چننے والے سے کیا ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس آیت کے معارف ومسائل میں لکھا ہے کہ هُمَزَة اور لُمَزَة چند معانی کے لئے استعمال ہوئے ہیں، اکثر مفسرین نے جس کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ هُمَزَة کے معنیٰ غیبت یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے اس کے عیوب کا تذکرہ کرنا ہے، چغلی میں بھی عموماً پیٹھ پیچھے عیوب کا تذکرہ ہوتا ہے، اس لئے کئی مفسرین نے هُمِزَة کا ترجمہ چغل خوری سے کیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں داخل ہوگا (بخاری شریف: ۱۱۵/۴، حدیث نمبر ۶۰۶) مسند احمد کی ایک روایت ہے کہ انتہائی بدترین لوگ وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی کراتے ہیں، الترغیب والترہیب (۳۲۵/۳، حدیث نمبر: ۱۰) میں چغل خور اور پاکباز لوگوں پر عیب لگانے والے کا حشر کتوں کی شکل میں ہونے کی بات بھی کہی گئی ہے۔

غیبت اور نمیمہ بعض اعتبار سے متحد المعنی ہیں اور بعض اعتبار سے مغائر، حافظ ابن حجرؒ نے ترجیح، مغایرت کو دیا ہے اور منطقی اصطلاح میں دونوں میں نسبت عموم وخصوص من وجہ کی بیان کی ہے، ان کے نزدیک کسی کے شخصی احوال کو فساد وبگاڑ پیدا کرنے کی نیت سے بغیر اس کی رضامندی کے ذکر کرنا چغل خوری ہے، جس کے بارے میں بات کہی جارہی ہے اس کا اس بات سے باخبر ہونا ضروری نہیں ہے اور غیبت پیٹھ پیچھے کسی کے عیب کو بیان کرنا ہے، جس کے بیان میں اس شخص کی رضامندی شامل نہیں ہوتی، معلوم ہوا کہ چغل خوری میں فساد پھیلانے کا ارادہ ہوتا ہے، جبکہ غیبت میں ایسی کوئی قید نہیں ہوا کرتی غیبت میں جس کے بارے میں کیا جارہا ہے، اس کی غیوبت بھی ضروری ہے (فتح الباری شرح صحیح البخاری) حضرت سلیمان بن داؤد نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی کہ بیٹا چغلی سے بچ کر رہنا، اس کی کاٹ تلوار سے بھی تیز ہے'' (روضۃ العقلاء، ص: ۱۷۶)

غیبت اور چغل خوری میں نقطۂ اشتراک یہ بھی ہے کہ چغل خور اور غیبت کرنے والے جو بات دوسروں تک پہونچاتے ہیں، یہ اگر واقعتاً اس شخص میں موجود ہے تو یہ غیبت اور چغل خوری کے ذیل میں آئے گا اور اگر اس شخص میں موجود نہیں ہے تو یہ تہمت کہلائے گا اور شریعت میں تہمت لگانے والوں کی سزا اسّی کوڑے مقرر کی گئی ہے۔

اللہ رب العزت نے سورہ قلم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے شخص کی بات ماننے سے روکا ہے جو بہت قسمیں کھانے والا ہو، بے وقعت، طعنہ دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چغل خوروں کے بارے میں صاف صاف ارشاد فرمایا کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا، یہ روایت بخاری، مسلم اور الترغیب والترہیب میں مذکور ہے، ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر قبرستان سے ہوا، آپؐ نے دو قبر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے، ایک کو اس لئے عذاب ہورہا ہے کہ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرے کو اس لئے کہ وہ اپنی زبان سے لوگوں کو تکلیف پہونچاتا تھا اور لوگوں کے درمیان چغلیاں کھاتا پھرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعید بھی بیان کی کہ حسد کرنے والا، چغلی کھانے والا اور کاہن مجھ میں سے نہیں ہے، حضرت کعبؓ سے ایک روایت مروی ہے، جس میں انہوں نے بنی اسرائیل کا واقعہ نقل کیا ہے کہ قحط کے زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی بار بارش کی دعا کی، لیکن دعا قبول نہیں کی، اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ کو وحی کیا کہ جب تک تمہارے درمیان چغل خور موجود ہے اور مسلسل چغلی کیے جارہا ہے، اس وقت تک تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی، اللہ نے اس شخص کا نام نہیں بتایا، لیکن سب نے مل کر توبہ کیا، پھر دعا قبول ہوئی، معلوم ہوا کہ چغل خوری ایسی خراب چیز ہے کہ دعا کی قبولیت میں بھی یہ مانع بن جاتی ہے، بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ چغل خور کا عمل شیطان کے عمل سے زیادہ نقصان پہونچانے والا ہے، اس لئے کہ شیطان بدعملی کا خیال دلوں میں ڈالتا ہے، جب کہ چغل خور آمنے سامنے پوری جرأت کے ساتھ اس عمل کا ارتکاب کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ چغل خوری کی حرمت اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے پر علماء امت کا اجماع ہے۔

چغل خوری میں متعلقہ شخص کی بُرائی ضرر پہونچانے کی نیت سے ہوا کرتی ہے، چغلی کرنے والے، جس سے وہ چغلی کررہا ہے، اپنے تئیں عقیدت ومحبت کا اظہار اور قربت کے حصول کے لئے ایسا کیا کرتا ہے، وہ اپنے مخدوم کے مقابل اس کو کمتر ثابت کرنا چاہتا ہے، بعض لوگوں کو اس قبیح عمل کے ارتکاب سے حظ نفس ہوتا ہے اور اسے یک گونہ مسرت ہوتی ہے، بعض لوگوں کا مقصود اس سے دو خاندان کو آپس میں لڑا دینا، میاں بیوی کو جھگڑوں کے لائن پر ڈال دینا ہوا کرتا ہے، ایسا شخص دو رخا ہوتا ہے، ہر ایک کے پاس دوسرے کو خوش کرنے کے لئے لگا بجھا کرتا ہے اور لڑائی کی آگ بھڑکا کر ہی دم لیتا ہے۔

میں نے چغل خوری کی نحوست کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا ہے، ایک صاحب استاذ سے زیادہ قریب تھے، چنانچہ وہ دوسرے استاذ کی شکایت ان سے کیا کرتے تھے، وہ اپنے محبوب استاذ کی برتری کو اس عمل سے ثابت کرتے رہتے تھے، ہمارے درسی ساتھی تھے، صلاحیت بھی اوسط تھی، یہ عمل ان کا فراغت تک جاری رہا، جب تدریسی میدان میں داخل ہوئے تو عربی کی ابتدائی کتابوں کی تدریس بھی ان کے بس کی نہیں رہی، حالاں کہ اس قدر استعداد تو ضرور تھی کہ وسطیٰ درجات کی کتابیں وہ پڑھا سکتے تھے، لیکن چغل خوری کے اس مذموم عمل نے ان کی تدریسی خدمات میں رکاوٹ ڈالی، مواقع بہت ملے، لیکن ہر جگہ ناکامی رہی، بالآخر وہ اپنے خاندانی پیشہ کپڑا بننے میں لگ گئے اور یہی ان کا ذریعہ معاش قرار پایا۔

اور یہ واقعہ تو آپ سب نے سن ہی رکھا ہوگا کہ ایک شخص نے ایک ایسے غلام کو خرید لیا، جس کی عادت چغل خوری کی تھی، اس نے پہلے اس کی بیوی سے کہا کہ تمہارا شوہر دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے، بیوی بہت گھبرائی، اس نے غلام سے کہا کہ کوئی ترکیب بتاؤ، اس نے جھٹ یہ تجویز رکھ دی کہ اپنے شوہر کی داڑھی کے چند بال استرے سے مونڈ کر لاؤ، میں اس پر ترکیب کردوں گا، شوہر کے دل سے نکاح کا خیال ہی جاتا رہے گا، پھر غلام اس کے شوہر کے پاس گیا اور کہا کہ تمہاری بیوی تمہارے علاوہ کسی کو چاہتی ہے، آج رات اس کا ارادہ تمہیں ذبح کرنے کا ہے، وہ رات کو استرہ لے کر اس کام کے لئے تمہارے پاس جائے گی، تاکہ وہ تمہاری موت کے بعد اپنے محبوب سے نکاح کرسکے، شوہر نے اس کی بات کو سچ مان لیا، رات کو سونے کا بہانہ کرکے لیٹا رہا، عورت داڑھی کے بال مونڈنے استرہ لے کر پہونچی تو اسے پورا یقین ہوگیا اور اس نے اسی استرے سے بیوی کو ذبح کردیا، بیوی کے خاندان والوں نے شوہر کو قتل کردیا، دیکھا آپ نے، چغل خوری کی اس لعنت نے کس طرح خاندان کو تباہ کردیا۔

یہاں پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی آپ سے چغلی کرے تو آپ کو کیا کرنا چاہئے؟ علامہ ذہبی نے الکبائر میں لکھا ہے کہ ایسے لوگوں کی بات پر یقین نہ کیا جائے، اس لئے کہ چغل خور اس گناہ کبیرہ کی وجہ سے فاسق ہوجاتا ہے اور فاسق کی گواہی کسی شخص کے حق میں مقبول نہیں ہوا کرتی، چغل خور کو شرعی انداز میں تنبیہ کی جائے اور اسے بتایا جائے کہ یہ عمل جنت میں دخول سے محرومی کا بڑا سبب ہے، اپنی ذات کی حد تک اسے یہ بھی کرنا چاہئے کہ وہ متعلقہ شخص سے بدگمان نہ ہو اور نہ ہی چغل خور کی بتائی ہوئی باتوں کی تحقیق میں پڑے اور نہ ہی اسے دوسروں سے نقل کرے، اس لیے کہ جہاں اس نے دوسروں سے اسے نقل کیا وہ خود بھی چغل خور کے زمرے میں آجائے گا۔

اس لئے ہر مسلمان کو چغل خوری سے بچنا چاہئے، تاکہ سماج اور خاندان میں فتنہ وفساد برپا نہ ہو اور اب تک جو بے راہ روی ہوتی رہی اس کے لئے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور اگر چغل خوری کے نتیجے میں سماج یا خاندان کو کسی ضرر کا سامنا کرنا پڑا ہو تو اس کی تلافی کی عملی شکلوں پر بھی غور کرنا چاہئے اور آئندہ پورے طور پر اس سے احتراز کا عزم بالجزم کرنا چاہئے۔

اچھی باتیں

''اس شخص کو کوئی بدل نہیں سکتا، جس شخص کو اپنے اندر کوئی غلطی نظر نہ آتی ہو☆ دوست کی غلطی کو ریت پر لکھو؛ تاکہ پانی اسے مٹا دے اور دوست کے احساس پتھر پر لکھو؛ تاکہ کوئی مٹا نہ سکے☆ سب کو معاف کرکے سویا کرو زندگی کل کی محتاج نہیں☆ اخلاق اور ظرف کا امتحان تعلق کے خاتمے کے بعد شروع ہوتا ہے☆ خوشیوں کا تعلق آپ کے حالات سے نہیں آپ کے فیصلوں سے ہے☆ عقل جتنی چھوٹی ہوگی، زبان اتنی لمبی ہوگی، کیوں کہ برتن وہی شور کرتا ہے جو خالی ہو☆ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں، جسے انسان صرف سوچ سکتا ہے، بول نہیں سکتا''۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''دہلی این سی آر میں دم گھونٹنے والی ہوا نے لوگوں کا گھروں سے باہر نکلنا مشکل کردیا ہے، احتیاط کے طور پر اسکول بند کردیے گئے ہیں، ٹرکوں کے داخلہ پر پابندی لگا دی گئی ہے، تعمیری کام روک دیے گیے ہیں، اگر وقت رہتے سرکار نے کڑے قدم اٹھائے ہوتے تو آج ہوا اس قدر خراب نہیں ہوتی، سرکار کے ساتھ ساتھ عوام نے بھی سمجھداری دکھائی ہوتی تو کافی حد تک چیزیں قابو میں رہتیں، جیسے گاڑیوں کی معمول کے مطابق دیکھ ریکھ وغیرہ، آج جب پانی سر سے اونچا ہوچکا ہے تو سرکار کے بھی ہاتھ کھڑے ہوگئے ہیں، اب بھی وقت ہے کہ لوگ سنبھل جائیں اور گندی ہوا سے خود کو بچانے کے لئے سرکار کا تعاون کریں (راشٹریہ سہارا: ۲۳/۱۱/۷)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

عظیم فتح

''اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عطا کی ہے، تا کہ اللہ آپ کی اگلی پچھلی بھول چوک کو صاف کر دیں، آپ پر اپنی نعمت پوری فرما دیں اور آپ کو سیدھے راستہ پر چلاتے رہیں اور اللہ آپ کی بھرپور زبردست مدد فرمائیں''(سورہ فتح:۳،ترجمہ:آسان تفسیر)

وضاحت: مفسرین نے اس آیت کے نزول کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ذیقعدہ ۶ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کے ساتھ مدینہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، جب قریش کو اس کی خبر ملی تو اس نے آپ کو ایک جمعیت کے ساتھ مکہ داخل ہونے سے روک دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفیر کو قریش کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے آرہے ہیں، جنگ کی بالکل نیت نہیں ہے، چنانچہ قریش نے بھی اپنا ایک سفیر بھیجا، ان کے نمائندوں کے ذریعہ چند معاہدے طے پائے جو بظاہر مسلمانوں کے خلاف اور اہل مکہ کے حق میں محسوس ہوتے تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دعوت دین کی مصلحت تھی کہ اس طرح صلح وامن کے ماحول میں مکہ والوں کو اسلام کے سمجھنے کا موقع ملے گا اور اس کی کشش ان کے دلوں کو فتح کرلے گی اور آخر کار یہی ہوا کہ صرف دو سال گذرنے کے بعد ۸ھ میں مکہ فتح ہوگیا، حدیبیہ سے واپسی کے موقعہ پر یہ سورہ نازل ہوئی اور اس میں صلح حدیبیہ کو کھلی ہوئی عظیم فتح قرار دیا گیا، جس کے نتیجہ میں اسلام کی دعوت اور قبولیت کی رفتار تیزی سے بڑھی اور اللہ نے پیشن گوئی کردی کہ صحابہ اس صلح کے غم کو بھول جائیں، ہم نے تمہارے لئے فتح مکہ مقدر کردی ہے، گویا صلح حدیبیہ تمہید تھی، جس سے اسلامی فتوحات کا دروازہ کھلے گا، چنانچہ اس صلح کے نتیجہ میں ایک طرف مسلمانوں کے لئے خیبر پر فوج کشی آسان ہوگئی اور خیبر فتح کرلیا گیا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب سے باہر علاقہ میں اسلام کی دعوت دینے کا اور خود عرب کے مختلف قبائل میں اسلام کی اشاعت کا موقع ملا، اللہ نے اس فتح کی اطلاع دینے کے بعد چار باتوں کا ذکر فرمایا: اول یہ کہ اللہ نے آپ کے اور آپ کے رفقاء کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کردیا، دوم یہ کہ آپ پر اپنی نعمت پوری کردی، تیسرے یہ کہ آئندہ مسلمانوں کو اپنے دین پر قائم رہنے اور اس پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی اور مسلمان اللہ کی ہدایت کے مطابق آزادی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہیں گے اور چوتھے یہ کہ اللہ کی بھرپور مدد ہوتی رہے گی اور آئندہ تمام اسلام دشمنوں کی طاقت ٹوٹ کر رہ جائے گی اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ان کی تعداد گھٹتی گئی اور مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی اور ان کی اجتماعی اور مالی حالت بھی پہلے سے بہتر ہوئی، عہد نبوت سے لے کر اب تک تاریخ کے ہر دور میں اسلام کی روشنی پھیلتی رہی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک پھیلتی رہے گی، جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کررہے ہیں، ان کی سازشیں ماضی میں بھی ناکام ہوئی ہیں اور یقین رکھئے کہ مستقبل میں بھی ناکام ہوں گے "ومکرو ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین" اللہ کی خفیہ تدبیریں سب سے بہتر ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ہمارا اللہ سے رشتہ مضبوط و مستحکم ہو، جب بندے کا تعلق مع اللہ مضبوط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتے، اللہ ہمارا حامی و مددگار ہے۔

اپنے کردار کو داغ دار نہ بنایئے

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر پھیر لو'' (ابوداؤد شریف) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، پہلی نظر معاف ہے، مگر دوسری نظر کی اجازت نہیں'' (ابوداؤد شریف، باب مایومر بہ من غض البصر)

مطلب: اسلام نے انسانی معاشرہ کو صاف ستھرا اور پاکیزہ بنانے کے لئے دور دور تک پہرے بٹھائے ہیں، تا کہ فواحش و بے حیائی اور جنسی بے راہ روی کی روک تھام ہو سکے اور سماجی زندگی امن و سکون کا گہوارہ بن سکے، اس بنیاد پر جس طرح شریعت نے زنا کو ایک سنگین جرم قرار دیا، دواعی زنا کو بھی گناہ گردانا ہے اور نگاہ کی حفاظت کی تاکید کی، کسی اجنبی عورت کے حسن اور ان کی زینت کی دیدار سے لذت اندوز ہونا فتنہ کا باعث ہوتا ہے، اس لئے سب سے پہلے اسی دروازہ کو بند کیا گیا، ہاں اگر اچانک نظر پڑ جائے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً نظر پھیر لینے کا حکم دیا، بار بار کنکھیوں سے دیکھنا اور حسیناؤں کے حسن سے لطف اندوز ہونا گناہ ہے اور قابل گرفت عمل ہے، اس سے دل میں گندے خیالات پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ دل و دماغ سے لے کر دیگر اعضاء وجوارح تک آنکھ کے اثرات پھیلے ہوئے ہیں اور اعمال کے بناؤ اور بگاڑ میں آنکھ کا بڑا کردار ہوتا ہے، آنکھ انسان کے لئے ذریعہ نجات بھی ہے اور باعث عذاب بھی، اگر احتیاط کے ساتھ اس کی حفاظت کی جائے اور محارم پر نظر ڈالنے سے بچا جائے اور خوف خدا سے آنسو کے قطرے اس میں جمع ہوجائیں یا پلکوں سے گذر کر بہہ جائیں تو ایسی مبارک آنکھ انسان کے لئے سراسر سعادت کا ذریعہ ہے اور اگر انہیں آنکھوں سے کسی اجنبی عورت کو بالقصد دیکھتا رہا تو یہ قابل مواخذہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن پر شہوت کی نظر ڈالے قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہے کہ وہ کسی اجنبی مردوں پر نظر جما کر دیکھنا ناجائز ہے، اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے اسلامی شریعت نے عورت کو گھر میں رہنے کا حکم دیا، بلا ضرورت اس کا گھر سے باہر نکلنا شریعت کی نظر میں بالکل پسندیدہ نہیں ہے، ایک حدیث میں ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں رہتا ہے، البتہ مریضہ کسی طبیب کے زیر علاج ہو، یا کسی ناگہانی حادثے سے دوچار ہو تو ایسی صورتوں میں ایک دوسرے کو دیکھنا ضرورۃً جائز ہے، یہ سب احکام مصالح پر مبنی ہیں، شارح کا اصل مقصد نظر بازی سے روکنا ہے اور فواحش و بے حیائی کے دروازے کو بند کرنا ہے، تا کہ انسان کا اخلاق و کردار داغدار نہ ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

پنشن میں وراثت

س: ایک شخص جو سرکاری ملازم تھا کا انتقال ہوگیا، وارثین میں ایک بیوی، ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں، شخص مذکور کی بیوی کو پنشن مل رہی ہے، کیا اس میں وراثت جاری ہوگی یا صرف بیوی ہی اس کی مالکہ ہوگی، بیٹا اس میں حصہ کا دعویٰ کر رہا ہے، کیا یہ درست ہے؟

ج: ملازم کے انتقال کے بعد حکومت کی طرف سے جو پنشن ملتی ہے، اس کا شمار میت کے ترکہ میں نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ حکومت کی طرف سے تبرع و احسان ہے، اس کا مالک وہی ہوگا جس کے نام سے حکومت نے پنشن جاری کی ہے، لہذا صورت مسئولہ میں جبکہ حکومت نے مرحوم کی بیوہ کے نام سے پنشن جاری کی تو وہی اس کی مالکہ ہے، اس میں دیگر وارثین کا شرعاً کوئی حصہ نہیں ہے، اس میں لڑکے کے لئے حصہ کا مطالبہ شرعاً و قانوناً غلط اور بے بنیاد ہے، اس پر اس سے احتراز لازم و ضروری ہے، البتہ اس کے علاوہ مرحوم نے کچھ چھوڑا ہو تو اس میں تمام وارثین کا حسب سہام شرعی حصہ ہوگا: "لان التـــــركة... ماتركه الميت من الاموال صافيا عن تعلق حق الغير بعين من الاموال" رد المحتار: ۱۰/۴۹۳)

پنشن کی وجہ سے وراثت سے محروم کرنا

س: ایک شخص کی دو شادی، پہلی بیوی جس کا انتقال ہوگیا ہے، اس سے تین لڑکے اور دوسری بیوی سے دو لڑکے ہیں، شخص مذکور کا دوران ملازمت انتقال ہوگیا، سرکاری ضابطہ کے مطابق اس کی بیوی ''جو زندہ تھی'' کو پنشن ملنے لگی، اب اس پنشن کی وجہ سے پہلی بیوی کے لڑکوں نے والد کے ترکہ سے یہ کہہ کر محروم کردیا کہ آپ کو پنشن مل رہی ہے، اس لئے وراثت میں حصہ نہیں دیں گے، کیا لڑکوں کا یہ معاملہ شرعاً درست ہے؟

ج: پنشن کی رقم حکومت کی جانب سے تبرع و احسان ہے، یہ نہ تو میت کی میراث ہے اور نہ میراث کا بدل: "العطايا لايورث" (الاشباه والنظائر مع حموی: ۳/۷۶، كتاب الفرائض) لہذا صورت مسئولہ میں پنشن ملنے کی وجہ سے مذکورہ خاتون شوہر کی میراث سے محروم نہیں ہوگی، اس کو وراثت سے محروم کرنا قطعاً درست نہیں ہے، پہلی بیوی کی اولاد پر لازم و ضروری ہے کہ اپنی سوتیلی ماں کو ان کا شرعی حصہ (۱/۸) دیں، ورنہ عند اللہ سخت پکڑ ہوگی، اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے، اس سے ہر مسلمان کو ڈرتے رہنا چاہئے: "ولايصح الصلح والاعتياض، لان الاعتياض عن حق الغير لايصح ولايجرى فيه الارث لان الارث انما يجرى فى المتروك من ملك او حق للمورث على ماقال عليه الصلوة والسلام من ترك مالا او حقا فهو لورثته ولم يوجد شيء من ذالك فلايورث ولايجرى فيه التداخل" (بدائع الصنائع: ۵/۵۲۳، كتاب الحدود)

انوکمپا کی بنیاد پر ملازمت سے ملنے والی تنخواہ میں وراثت

س: ایک شخص کا انتقال ہوا، وارثین میں تین لڑکے اور دو لڑکیوں کو چھوڑا، بڑے لڑکے کو باپ کی جگہ انوکمپا کی بنیاد پر ملازمت ملی، اب اس کے دوسرے بھائی کا دعویٰ ہے کہ اس ملازمت سے ملنے والی تنخواہ میں ہم لوگوں کا بھی حصہ ہوگا، اس لئے ہمیں بھی اس میں سے دینا ہوگا، سوال یہ ہے کہ کیا باپ کی جگہ انوکمپا کی بنیاد پر ملازمت کا شمار باپ کے ترکہ میں ہوگا؟ اور اس میں وراثت جاری ہوگی؟

ج: تنخواہ یا اجرت عمل کا عوض ہے اور اس کا حقدار کام کرنے والا ہوتا ہے: "الاجارة... مشتقة من الاجر وهو عوض العمل" (رد المحتار: ۹/۳) لہذا صورت مسئولہ میں ملازمت خواہ انوکمپا کی بنیاد پر ہی کیوں نہ ہو اس سے ملنے والی تنخواہ کا حقدار صرف ملازمت کرنے والا لڑکا ہے، اس کا شمار میت کے ترکہ میں نہیں ہوگا اور اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی، دوسرے لڑکوں کو اس میں حصہ کا دعویٰ شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے، ان پر اس سے احتراز لازم و ضروری ہے: "لان التركة... ماتركه الميت من الاموال صافيا عن تعلق حق الغير بعين من الاموال" (رد المحتار: ۱۰/۴۹۳)

انوکمپا کی بنیاد پر ملازمت کرنے والے کو وراثت سے محروم کرنا

س: باپ کی جگہ انوکمپا کی بنیاد پر ملازمت کرنے والے لڑکے کو اس کے دوسرے بھائیوں نے باپ کی میراث سے یہ کہہ کر بے دخل کردیا کہ آپ کو باپ کی جگہ نوکری ملی ہے، اس لئے باپ کی میراث سے آپ کو کوئی حصہ نہیں ملے گا، شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: انوکمپا کی بنیاد پر ملازمت نہ تو والد مرحوم کی میراث ہے کہ اس میں وراثت جاری ہو اور نہ ہی میراث کا بدل: "لان التركة... ماتركه الميت من الاموال صافيا عن تعلق حق الغير بعين من الاموال" (رد المحتار: ۱۰/۴۹۳) لہذا صورت مسئولہ میں والد کی جگہ ملازمت کرنے والا لڑکا والد کی میراث سے محروم نہیں ہوگا، اس کو وراثت سے محروم کرنا شرعاً صحیح نہیں ہے، بھائیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مذکورہ بھائی کو وراثت میں حصہ دے، ورنہ عند اللہ سخت پکڑ ہوگی، اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے، اس سے ہر مسلمان کو ڈرنا چاہئے: "وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ص وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ" (النساء: ۱۴)

قاتل اور اس کا بیٹا وارث ہوگا یا نہیں

س: ایک لڑکے نے باپ کی جگہ ملازمت پانے کے لئے اپنے باپ کو جان سے ماردیا، وہ لڑکا وارث ہوگا یا نہیں؟ باپ نے اپنے وارثین میں ایک لڑکی اور مذکورہ قاتل بیٹے کے دو لڑکوں کو چھوڑا، اگر قاتل لڑکا وارث نہیں ہوگا تو اس کا بیٹا وارث ہوگا یا نہیں؟

ج: صورت مسئولہ میں اگر یہ صحیح ہے کہ مذکورہ لڑکے نے اپنے باپ کو جان سے ماردیا تو وہ اپنے باپ کی میراث سے محروم ہوگا: "عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: القاتل لايرث" (ترمذی: ۲/۳۱، ابواب الفرائض) البتہ اس قاتل لڑکے کے دونوں بیٹے مذکورہ صورت میں وارث ہوں گے، والد مرحوم کا کل ترکہ اصول شرع کے مطابق چار حصوں پر تقسیم ہوکر اس میں سے دو حصے ان کی لڑکی کو اور ایک ایک حصہ مرحوم کے دونوں پوتوں کو شرعاً ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 43 مورخہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۳ر نومبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

بہار کے اقتصادی سروے کے اعداد و شمار

نتیش حکومت نے ۷ر نومبر ۲۰۲۳ء کو اسمبلی میں بہار کی معاشی و اقتصادی صورت حال کی تفصیلات پیش کیں، اس کے مطابق بہار کی چونسٹھ (64) فی صد آبادی کی ماہانہ یافت دس ہزار روپے سے کم ہے، ان میں سے 9442786 خاندان کی آمدنی چھ ہزار سے بھی کم ہے، 8191390 افراد وہ ہیں جن کی ماہانہ آمدنی چھ ہزار سے زیادہ؛ لیکن دس ہزار سے کم ہے، ایسے لوگوں کا تناسب 29.61 فی صد ہے، 3.90 فی صد یعنی 1079466 خاندان کی آمدنی پچاس (50) ہزار سے زائد اور 4997142 خاندان وہ ہیں جن کی آمدنی دس سے بیس ہزار کے درمیان ہے، یہ 6.18 فی صد ہیں، بیس ہزار سے پچاس ہزار کے درمیان ماہانہ آمدنی والے خاندان 2720870 ہیں، ان کا تناسب مجموعی آبادی میں 9.83 فی صد ہے، مختلف طبقات میں غربت کا جو جائزہ پیش کیا گیا ہے، اس کے مطابق جنرل کٹیگری میں 25.09، پس ماندہ طبقات میں 33.16، انتہائی پس ماندہ طبقہ میں 33.58، درج فہرست ذات میں 42.93، درج فہرست قبائل میں 42.70 اور دیگر برادریوں میں 23.72 فی صد غربت پائی جارہی ہے، جنرل کٹیگری میں شامل مختلف برادریوں سے متعلق اعداد و شمار ہمیں بتاتے ہیں کہ برہمن 25.32، بھومی ہار 27.58، راجپوت 24.89، کایستھ 13.83، شیخ 25.84، پٹھان 22.20 اور سید 17.61 فی صد غربت کی زندگی گذار رہے ہیں، اعلیٰ ذات میں بھومی ہار اور پس ماندہ میں یادو برادری زیادہ غریب ہے، کائستھ کی حالت سب سے اچھی ہے، سرکاری ملازمت بہار میں مجموعی آبادی کے صرف 1.5 فی صد کے پاس ہے، سرکاری ملازمت میں 3.19 فی صد لوگ جنرل زمرے کے ہیں اور سرفہرست ہیں، اس معاملہ میں بھومی ہار سب سے آگے ہیں، جن کے افراد 4.99 فی صد سرکاری ملازمتوں پر قابض ہیں، یادو 1.55، کشواہا 2.04، کرمی 3.11، برہمن 3.60 اور کائستھ 6.68 فی صد ہیں، 0.4 فی صد بہار کے طلبہ ریاست سے باہر تعلم حاصل کر رہے ہیں جن کی مجموعی تعداد 552116 ہے، بیرون ملک جاکر تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات میں پس ماندہ طبقہ کے 5865 اور انتہائی پس ماندہ طبقہ کے 6446 طلبہ و طالبات ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غربت کے باوجود ان کے یہاں تعلیم کے سلسلے میں بیداری دوسرے طبقات سے زائد ہے، مجموعی طور پر 23738 طلبہ و طالبات ملک سے باہر تعلیم حاصل کر رہے ہیں، بہار سے باہر جاکر ملازمت اختیار کرنے والے افراد کی تعداد 5.68 فی صد ہے، مجموعی تعداد ان کی 1142755 بنتی ہے، جنرل کٹیگری کے 76326 افراد دوسرے ممالک میں برسر روزگار ہیں، ان کے اعداد و شمار کی روشنی میں بہار سرکار نے طے کیا کہ سرکاری ملازمتوں میں پچھتر (75) فی صد رزرویشن دی جائے، سرکار کی اس تجویز پر کابینہ کی مہر لگ چکی ہے اور اب اسے اسمبلی میں پیش کرکے منظور بھی کرالیا گیا ہے، ضرورت پڑی تو سرکار اس سلسلے میں قانون بھی بنائے گی، رزرویشن دینے کی جو تجویز ہے اس کے مطابق معاشی طور پر کمزور طبقات کو دس فی صد، درج فہرست ذات کو سولہ سے بڑھا کہ بیس فی صد، درج فہرست قبائل کے لئے ایک سے بڑھا کر دو فی صد، انتہائی پس ماندہ طبقات کے لئے ستائیس فی صد سے بڑھا کر پینتالیس فی صد کرنے کی تجویز ہے، معاشی پس ماندگی دور کرنے کے لئے سرکار نے ریاست کے چورانوے (94) لاکھ لوگوں کو اپنا روزگار کھڑا کرنے کے لئے دو لاکھ، مستقل روزی روٹی اسکیم کے تحت ملنے والی ایک لاکھ روپے کو دو لاکھ روپے اور سرسٹھ (67) ہزار بے زمین خاندانوں کو رہائشی زمین کے حصول کے لئے ایک لاکھ کی امداد دی جائے گی۔

آزادی کے بعد سے درج فہرست ذات، درج فہرست قبائل اور پس ماندہ برادریوں کو رزرویشن دینے اور اس میں اضافہ کرنے کی مہم چلتی رہی ہے، یہ معاملہ ہر دور میں سیاسی رہا ہے، کم نمبر لاکر درج بالا زمرے کے افراد ملازمتوں سے لگ جاتے ہیں اور جنرل طبقے کے لوگ ان کے مقابل زیادہ نمبر لاکر بھی سرکاری ملازمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں، آزادی کی پون صدی سے زیادہ گذرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے، جب کہ بعض مقدمات میں عدالت عالیہ کا فیصلہ ہے کہ رزرویشن پچاس فی صد سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے؛ لیکن ریاستی حکومتیں نویں شیڈول کا سہارا لے کر سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کی خلاف ورزی کرتی رہی ہیں، 1951 میں پہلا آئینی ترمیم کرکے آئین کے دفعہ 131 اے اور 31 بی کے تحت اس میں شامل قوانین کو عدالتی تجزیے سے باہر کیا گیا تھا، یعنی جو قوانین نویں شیڈول میں داخل ہے، عدالت کے ذریعہ اس کا جائزہ نہیں لیا جاسکتا، ابھی نویں شیڈول میں 283 قوانین ہیں، جنہیں مختلف موقعوں سے ترمیم کرکے نویں شیڈول میں شامل کیا گیا ہے، عدالت کا رخ نویں شیڈول کے خلاف رہا ہے، اس کا ماننا ہے کہ نویں شیڈول میں درج قوانین اگر بنیادی حقوق اور آئین کی بنیادی ڈھانچے کے خلاف ہے تو عدالت اس کا جائزہ بھی لے سکتی ہے اور اسے منسوخ بھی کرنے کا حق عدالت کے پاس محفوظ ہے، شاید اسی وجہ سے نتیش حکومت نے اسے اسمبلی میں پیش کرنے کا فیصلہ لیا ہے، اس طرح کمنڈل پر منڈل کی فتح یقینی ہوگئی ہے۔

میرا ماننا یہ ہے کہ رزرویشن ضرورت کی بنیاد پر دی جائے، منہ بھرائی کے لیے نہیں، اس کو ایک دوسرے طریقے سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جب تک ان کو رزرویشن کی سہولت ملتی رہے گی، مقابلاتی دوڑ میں یہ جنرل طبقات سے آگے نہیں بڑھ پائیں گے؛ کیوں کہ نفسیاتی طور پر انہیں اطمینان رہتا ہے کہ کم نمبر اور کم صلاحیت کے باوجود ہمارے لئے ملازمت اور تعلیمی اداروں میں داخلے کے دروازے کھلے ہیں، یہی وہ نفسیات ہے جن کی وجہ سے آزادی کے اتنے سال گذرنے اور رزرویشن کی سہولت پانے کے باوجود وہ لوگ آج بھی پچھڑے ہوئے ہیں، اس لیے اگر ان کو اعلیٰ ذات کے مقابل کھڑا کرنا ہے تو ان کی برادری والی پس ماندگی کے بجائے نفسیاتی پس ماندگی کو دور کرنا ہوگا، یہی ان کو اوپر اٹھانے کا اکلوتا راستہ اور طریقہ ہے، یہ رزرویشن کی مخالفت نہیں، طریقے میں تبدیل ہونے کی ایک تجویز ہے۔

ٹائم آوٹ

’’ٹائم آوٹ‘‘ کا مطلب عام طور پر وقت ختم سمجھا جاتا ہے، لیکن کرکٹ کی اصطلاح میں کسی کھلاڑی کا ٹسٹ میچ میں وکٹ گرنے کے تین منٹ، یک روزہ میچ میں دو منٹ اور ٹی-۲۰ میں نوے سکنڈ تک پچ پر نہ پہونچنے کو ’’ٹائم آوٹ‘‘ کہتے ہیں، اگر مقررہ وقت کے اندر کھلاڑی پچ پر نہ پہونچے تو مخالف ٹیم کی اپیل پر اسے آوٹ مان لیا جاتا ہے، عالمی کرکٹ میں پہلی بار یہ واقعہ ہوا کہ سری لنکا کے بلے باز اینجے لومیتھ یوز کو بنگلہ دیش کے کپتان ثاقب الحسن کی اپیل پر امپائر نے ’’ٹائم آوٹ‘‘ قرار دیا، گویا وہ بنا کھیلے ہی آوٹ ہوگئے، واقعہ یہ ہوا کہ پچیسویں اوور میں سمرو کرما کے آوٹ ہونے کے بعد اینجے لومیتھ یوز کو کھیلنے کے لئے آنا تھا، وہ تیار بھی ہو چکے تھے؛ لیکن عین وقت پر انہوں نے دیکھا کہ ان کے ہیلمیٹ کا اسٹریپ ٹوٹ گیا ہے، جب تک دوسرا ہیلمٹ ان کو فراہم کیا جاتا، دو منٹ گذر چکے تھے، اس لئے سری لنکا اور بنگلہ دیش کے درمیان دہلی میں کھیلا جانے والا میچ اس اعتبار سے تاریخی ہوگیا کہ بین الاقوامی میچ میں یہ پہلا موقع تھا جب کسی کھلاڑی کو تاخیر سے پچ پر پہونچنے کی وجہ سے بغیر کھیلے آوٹ مان لیا گیا، گھریلو میچوں میں ایسا پہلے پانچ بار ہو چکا ہے۔

1987-88 میں اینڈیووارڈن کو ایسٹرن پروونس بنام ٹرانسوال کے میچ سے پورٹ الزبتھ میں، 1997 میں ہیمولال یادو، تری پورہ مقابل اڈیشہ کے میچ سے کٹک میں، 2002 میں وی سی ڈریکس کو بارڈر مقابل فری اسٹیٹ ایسٹ لندن میں، 2003 میں اے جے ہیرس کو نوٹنگھم شائر مقابل ڈرہم نوٹنگھم میں، 2013-14 میں ریان آسٹن کو ونڈورڈ آئی لینڈ مقابل کمبائنڈ کیمپس اینڈ کالج، سنٹ ویسنٹ میں اور 2017 میں چارلس کنجے کو ماتا بیلے لینڈ ٹسکرس مقابل ماؤنٹ ٹمیرس، بلاوایا میں ٹائم آوٹ قرار دیا گیا تھا۔

یہ کھیل میں ٹائم آوٹ ہونے کی بات تھی، اللہ رب العزت نے ہمیں بھی کام کرنے اور میدان عمل میں رہنے کے لئے ایک وقت مقرر دیا ہے، اس وقت مقرر میں ہی ہمیں بھی تیاری کرلینی ہے، ’’ٹائم آوٹ‘‘ ہونے سے قبل ہی تیاری مکمل ہوجانی چاہئے، ورنہ وقت گذر جائے گا اور ہم ’’ٹائم آوٹ‘‘ ہوجائیں گے، اس وقت ہیلمٹ کا اسٹریپ ٹوٹا ہے یا درست، دیکھنے کا وقت نہیں رہے گا، ٹائم آوٹ ہوتے ہی ہم میدان عمل آخرت کی اس کھیتی سے محروم کر دیئے جائیں گے، اس وقت ہماری خفگی، شرمندگی کچھ کام نہیں آئے گی، اس کے بعد ہم ایک دوسری دنیا میں ہوں گے، جہاں کے قواعد وضوابط اس دنیا سے بالکل الگ ہوں گے، عقل مند وہ ہے جو ’’ٹائم آوٹ‘‘ ہونے سے قبل اپنی ساری تیاری مکمل کرلے۔

اقوام متحدہ کی بے بسی

اقوام متحدہ (یواین او) کا قیام دوسری جنگ عظیم کے بعد بین الاقوامی طور پر ظلم کو روکنے کے لیے ہوا تھا؛ لیکن بڑی طاقتوں نے کسی فیصلہ کو روک دینے (ویٹو) کا اختیار اپنے پاس محفوظ رکھ لیا، اب جو تجویز ان ممالک کو اپنے مفاد کے خلاف سمجھ میں آتی ہے اسے ویٹو کر دیتے ہیں، جس سے وہ تجویز پاس ہی نہیں ہو پاتی، غزہ پر اسرائیلی ظلم و ستم کی کہانی پر اقوام متحدہ میں کئی تجاویز یں پاس ہو چکی ہیں، سلامتی کونسل میں ایک سو بیس (120) ووٹ حالیہ حماس و اسرائیل جنگ روکنے والی تجویز کو ملے، امریکہ نے مخالفت میں ووٹ دیا، اور ہندوستان اس ووٹنگ سے غائب رہا؛ کیوں کہ ہندوستانی نمائندہ کے مطابق یہ تجویز فلسطین کے بارے میں ہندوستانی موقف کے خلاف تھی اور اردن کے ذریعہ پیش کردہ اس تجویز میں اسرائیل کے تحفظات کی رعایت نہیں کی گئی تھی۔

اس موقع سے اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری کے اس بیان نے کہ حماس کا حملہ یوں ہی نہیں ہوا، وہ برسوں سے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے، یہ وہی بات ہے جسے ہم رد عمل کہا کرتے ہیں، ظاہر ہے یہ بات اسرائیل اور اس کے حلیف ممالک کو بہت بُری لگی، اسرائیل کے وزیر اعظم نے تو جنرل سکریٹری سے استعفیٰ تک کا مطالبہ کر ڈالا، ترکی نے اس موقع سے اپنے موقف کا بہت کھل کر اظہار کیا، اس کے صدر رجب طیب اردگان نے دنیا کے سامنے واضح کر دیا کہ حماس دہشت گرد نہیں ہیں، وہ اپنے ملک کی آزادی کی لڑائی لڑ رہے ہیں، جو ان کا بنیادی حق ہے، ترکی نے اپنے نمائندہ کا اسرائیلی دورہ رد کر دیا اور اسرائیل نے اپنے سفیر کو ترکی سے واپس بلا لیے، اب اسرائیل نے شام، لبنان اور ویسٹ بینک کے حصوں پر بھی حملہ کرنا شروع کر دیا ہے، اس کی زمینی فوج بھی غزہ میں گھس چکی ہے، اسرائیل نے غزہ کو دو حصے میں بانٹ دیا ہے، وزیر اعظم نیتن یاہو نے غزہ کا دفاع اسرائیل کے پاس محفوظ رکھنے کے اشارے دیے ہیں، دس ہزار سے زائد فلسطینی اسرائیلی بمباری میں شہید ہو چکے؛ لیکن دنیا تماشائی بنی ہوئی ہے اور اقوام متحدہ کی بے بسی دیدنی ہے۔

بہار فضائی آلودگی کی زد میں

فضائی آلودگی گذشتہ چند سالوں میں ہندوستان کے بڑے مسائل میں سے ایک مسئلہ بن گیا ہے، پورے ملک میں ہوا اس قدر خراب ہوگئی ہے کہ دم گھٹنے کا احساس ہونے لگا ہے، ملک کی راجدھانی دہلی کا تو برا حال ہے ہی، بہار بھی خطرناک حد تک فضائی آلودگی کا شکار ہوگیا ہے، پٹنہ میں سب سے بُرا حال گاندھی میدان کا ہے، جہاں فضائی آلودگی کی سطح اے کیو آئی (AQI) ۳۲۵ر تک پہونچ گئی ہے، اس کے بعد سمن پورہ، راج ونش نگر، داناپور، پٹنہ سیٹی اور تارامنڈل کا علاقہ ہے، جہاں علی الترتیب آلودگی کی سطح 366، 392، 314، 305 اور 191 ہے، بہار کے دوسرے شہروں کی بات کریں تو سب سے آلودہ شہر پورنیہ ہے، جہاں آلودگی کی سطح 339 تک جاپہونچی ہے، اس کے علاوہ راجگیر (314)، مظفر پور (308) سہرسا (303) کٹیہار (295) چھپرہ (276) بھاگلپور (280) آرا (277) سمستی پور (268) ارول (279) کشن گنج (246) اور حاجی پور (198) ہیں، دیوالی اور چھٹ کے موقع سے جو آلودگی فضا میں گندگی، گرد وغبار اور پٹاخوں کی وجہ سے بڑھے گی، اس سے آلودگی میں مزید اضافہ کا امکان ہے، ان اعداد و شمار کی سنگینی کو محسوس کرنے کے لئے یہ بھی جاننا چاہئے کہ 0.50 تک فضائی آلودگی کو ناپنے کا جو پیمانہ اے کیو آئی (AQI) ایئر کوالٹی انڈکس ہے وہ صاف ستھری فضا کو بتاتا ہے، 51-100 تک اطمینان بخش، 101-200 تک اوسط آلودگی، 201-300 تک خراب، 301-400 تک بے حد خراب اور 401-500 تک انتہائی خطرناک حد تک بات جاپہونچتی ہے اور آدمی کی جان، دم گھٹنے سے جاسکتی ہے۔

فضائی آلودگی کا معاملہ سرکار اور عوام دونوں سے جڑا ہوا ہے، گاڑیوں کی بڑھتی تعداد اور ایندھن کے جلنے سے نکلنے والا دھواں، گرد وغبار، پوال اور چمنیوں سے نکل کر اڑنے والے ذرات اور بخارات گھر سے نکلنے والے کچڑے کا اِدھر اُدھر سر راہ پھینک دینا، کھلے میں پاخانہ کرنا، یہ سب ہماری فضا کو آلودہ کرتے ہیں اور ہماری صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس لئے عوام کو اس کا خاص خیال رکھنا ہوگا کہ وہ اپنی سطح سے فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لئے جو کر سکتے ہوں کریں اور حکومت کو ان تمام فیکٹریوں اور گاڑیوں پر پابندی لگانی ہوگی جو آلودگی کو کنٹرول کرنے کے اصول وضوابط کو پس پشت ڈال رہے ہوں، خوب اچھی طرح ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں صاف ستھری فضا دی تھی؛ لیکن ہم نے درختوں اور جنگلوں کو کاٹ کر، پہاڑ کو توڑ کر، پانی کو گندہ کرکے اپنے ہاتھوں اپنی موت کا سامان کیا ہے، آج کے دور میں اللہ رب العزت کے فرمان "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ" کا ایک مفہوم یہ بھی سمجھ میں آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

عبدالمغنی صدیقی ایڈووکیٹ مرحوم

۲۷/جولائی ۲۰۰۱ء بروز جمعہ دن بھر کے تھکا دینے والے سفر کے بعد جناب محمد سلیم رضوی کے ساتھ انوار الحسن وسطوی کے دولت کدہ پر بیٹھا ہی تھا کہ انہوں نے یہ المناک خبر سنائی کہ کل عبدالمغنی صدیقی کا انتقال ہوگیا، خبر کیا تھی؟ ایک بجلی تھی، جوگری اور خرمن سکون وچین کو خاکستر کرتی چلی گئی، عمر کی جس منزل میں وہ تھے اس میں ایسی خبریں غیر متوقع نہیں ہوتیں، لیکن جب کوئی ستون گرتا ہے تو زمین دہلتی ہے اور آواز دور تک سنی جاتی ہے، عبدالمغنی صدیقی بھی حاجی پور میں ملی، سماجی اور ادبی کاموں کے لئے ایک ستون تھے، مستحکم اور مضبوط ستون، اس لئے ان کی موت کی خبر نے دل ودماغ کی چولیں ہلا دیں، عالم تصور میں ان کا سراپا دیر تک گھومتا رہا، پوری زندگی جہد مسلسل اور متواتر خدمات کے بعد عالم ضعیفی میں ان کا جو ہیولی بنا تھا، اس میں پاکیزگی، نفاست، روحانیت، تواضع، خاکساری اور علماء کی قدردانی تھی، یہ وہ اوصاف تھے، جن سے ملاقاتی کی طرف کھنچتے تھے اور مرحوم سے برابر ملنے کو جی چاہتا تھا۔

میری پہلی ملاقات تحفظ شریعت کمیٹی کے زیر اہتمام نکلنے والے اس تاریخی جلوس میں ہوئی تھی، جو شاہ بانو کیس میں نفقۂ مطلقہ کو کالعدم قرار دینے کے لئے مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریک پر ہر ضلع میں نکل رہا تھا اور کلکٹر کو میمورنڈم دے کر اس سے ناگواری کا اظہار کیا جاتا تھا، مرحوم تحفظ شریعت کمیٹی ضلع ویشالی کے صدر تھے اور محمد یوسف انجینئرؒ مرحوم کے ساتھ تگ ودو میں لگے ہوئے تھے، مرحوم کی قیادت میں یہ جلوس اس شان، بان سے نکلا تھا کہ حاجی پور کی سرزمین نے اس سے پہلے ایسا جلوس نہیں دیکھا تھا اور نہ کبھی بعد میں ایسا منظر دیکھنے کو ملا، جمعہ کا دن تھا، انور پور چوک سے کچہری میدان تک؛ بلکہ کہنا چاہئے کہ حاجی پور کی ہر مسجد اور ہر گلی اور محلّہ سے لوگوں کا ایک سیل رواں تھا جو کچہری میدان کی طرف بڑھ رہا تھا، جلوس کا ایک سرا کچہری میدان سے نکل کر انور پور پہنچ گیا تھا جبکہ دوسرا سرا ابھی کچہری مہدان سے نکل بھی نہیں سکا تھا، عقل حیران تھی کہ اس ضعیف اور کمزور انسان کے مضمحل قوی میں کتنا کس بل تھا کہ یہ بھیڑ اکٹھی ہوگئی۔

اس ملاقات کے بعد بار بار ملاقات ہوتی رہی، کبھی کسی جلسہ میں اور کبھی کسی سیمینار میں، جس میں وہ اپنے پاؤں اور گھٹنوں کی سخت تکلیف کے باوجود جانا ضروری سمجھتے، آخری ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب مجھے صدر جمہوریہ کے ہاتھوں قومی ایوارڈ ملا تھا اور حاجی پور میں ایک استقبالیہ جلسہ کا انعقاد کیا گیا تھا، وہ اس جلسہ کے صدر تھے، صدارتی تقریر ان کی مختصر مگر بہت جامع ہوئی تھی، اس میں حوصلہ افزائی بھی تھی، زمانہ کے تلخ وتند تجربات کا نچوڑ بھی تھا اور مستقبل کے لئے نصیحتیں بھی۔

الحاج عبدالمغنی صدیقی ابن عبدالغنی بن نیاز علی بن شیخ شمشیر علی بن شیخ فتح علی (حدیقۃ الانساب: ۲۱۰/۱) نے ابابکر پور کواہی، پاتے پور، ضلع ویشالی میں یکم مئی ۱۹۱۴ء کو آنکھیں کھولیں، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد ۱۹۳۴ء میں کلکتہ چلے گئے، جہاں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ جمیل مظہری کے یہاں آمد ورفت اور مسلسل ملاقات نے آپ میں ملی اور ادبی ذوق کو پروان چڑھایا، ۱۹۳۷ء میں کلکتہ چھوڑ کر مظفر پور آ گئے اور وکالت شروع کیا، ساتھ ہی سیاسی وسماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے، جلد ہی ممتاز کارکنوں میں آپ کا شمار ہونے لگا اور آپ کی خدمات نے قبول عام حاصل کیا، یہ قبولیت ہی کی بات تھی کہ ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند نے تمغہ اور توصیفی سند سے نوازا، آزادی کے فوراً بعد ہندوستان میں کشیدگی اور فسادات کی جو لہر پورے ملک میں چلی، تو عبدالمغنی صدیقی نے جان ہتھیلی پر رکھ کر قومی یکجہتی کے لئے کام شروع کیا اور پھر پوری جدوجہد کی، تاکہ ملک کے سیکولر کردار کو بچایا جاسکے، اس مسلسل تگ ودو کے جو مثبت اثرات سماج پر پڑے اس کے لئے کئی کمشنروں نے انہیں Letter of thanks سے نوازا، وہ بارہ سال تک مسلم کلب مظفر پور کے جنرل سکریٹری بھی رہے۔

۱۹۵۵ء میں وہ مظفر پور سے حاجی پور منتقل ہوگئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے، مختاری شروع کیا اور اس شان سے کیا کہ مختار ان کے نام کا لازمہ بن گیا اور وہ ''مغنی مختار'' کے نام سے پہچانے جانے لگے، دس بارہ سال تک انجمن فلاح المسلمین حاجی پور کے سکریٹری رہے، انجمن ترقی اردو حاجی پور، ضلع اوقاف کمیٹی ویشالی اور کانگریس اقلیتی کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے بھی مختلف اوقات میں کام کیا، ۱۹۶۲ء میں ایڈوکیٹ کی حیثیت سے سرکاری منظوری ملی اور A.P.P پھر A.G.P بھی بنائے گئے، انہوں نے ایڈوکیٹ ایسوی ایشن کے صدر اور آل بہار لایر (Lowyer) ایسوی ایشن کے سکریٹری کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں، اخیر عمر میں اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت بخشی، ۲۶/جولائی ۲۰۰۱ء بروز جمعرات بوقت ساڑھے نو بجے صبح قوم کا یہ سچا خادم اور ملی کاموں میں پیش پیش رہنے والی اس عظیم شخصیت نے حشمت حیات کے مکان باغ ملی، حاجی پور میں جہاں وہ کرایہ دار کی حیثیت سے مقیم تھے، آخری سانسیں لیں اور اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا۔

نماز جنازہ ان کی وصیت کے مطابق ان کے داماد پروفیسر محمد نجم الہدیٰ سابق صدر شعبۂ اردو بہار یونیورسٹی نے پڑھائی اور بعد نماز عصر وصیت کے مطابق ہی اسلامی عہد کی عظیم یادگار سنگی مسجد حاجی پور کے سامنے تدفین عمل میں آئی۔

یہ اچھا ہوا کہ ان کے صاحب زادہ نسیم احمد ایڈووکیٹ نے ان پر ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ کیا، ڈاکٹر ممتاز احمد خاں مرحوم حیات سے تھے، انہوں نے اس کی ترتیب کی ذمہ داری اپنے سر لی، ان کی زندگی میں یہ کتاب مکمل تیار نہیں ہوسکی، بعد میں انوار الحسن وسطوی صاحب نے دلچسپی دکھائی، کتاب چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے اور اس اس کا اجراء بھی بڑے تزک واحتشام کے ساتھ حاجی پور کے مختار خانے میں ہوا، جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے، تاریخ ۲۳/جولائی ۲۰۲۳ء کی تھی، عبدالمغنی صاحب سے محبت کرنے والوں کا جم غفیر جمع تھا، موقع یوسی سی کی مخالفت کا تھا، اس لیے مقررین نے تحفظ شریعت کے حوالہ سے ان کی خدمات کا دل کھول کر اعتراف کیا، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور تحفظ شریعت کے لیے ان کا کوئی متبادل ملت کردے۔

کتابوں کی دنیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

دروس العربية المُيَسَّرة

مولانا محمد قاسم جمالی (ولادت ۱۵/جنوری ۱۹۴۴ء) بن محمد جمال الدین ساکن بھوٹیاں چترو گوموہ، دھنباد اپنی صلاحیت، صالحیت، تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے عصر حاضر کے ممتاز ترین علماء میں ہیں، انہوں نے جامعہ اسلامیہ بنارس، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے دورۂ حدیث اور تخصص کا نصاب مکمل کیا۔ تدریب المعلم کے لئے کنگ سعود یونیورسٹی ریاض تشریف لے گئے، مرشد الامت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا عبد الحفیظ بلیاویؒ اور ڈاکٹر طیب سوسی سے کسب فیض کیا اور عربی زبان وادب میں مہارت پیدا کی، مادر علمی جامعہ اسلامیہ بنارس، مدرسہ حنفیہ فرقانیہ جھریا، دھنباد اور مدرسہ اسلامیہ رانچی میں دوران تدریس اپنی تدریسی صلاحیت کا اہل علم وفضل سے لوہا منوایا، آخر الذکر مدرسہ، بورڈ سے منسلک تھا اور مولانا ابوالکلام آزاد کا قائم کردہ تھا، مگر وہ زوال کی ڈھلان پر جا رہا تھا، اس لئے بڑی کدوکاوش خلوص اور محنت کے باوجود اس کے زوال کی رفتار نہیں رک سکی، سچ کہا ہے کسی نے کہ جب گاڑی ڈھلان پر چل رہی ہو تو بریک لگا کر اوپر کی طرف لے جانا ممکن نہیں ہوتا، چنانچہ مدرسہ اسلامیہ کو وہ زوال سے نہیں روک سکے، البتہ اپنے طور پر پوری مدت ملازمت میں انہوں نے کوشش جاری رکھی اور وہیں سے سبکدوش ہوئے، ان دنوں اپنے آبائی گاؤں میں فرصت کے لمحات گذار رہے ہیں۔ مولانا کو میں نے بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کی ممبری کے زمانہ میں یہ بھی دیکھا کہ جب کئی ارکان ٹی اے ڈی اے کے نام پر حسابات ''تصنیف'' کیا کرتے تھے مولانا صرف ٹرین اور رکشہ پر جو خرچ ہوتا تھا وہی لیا کرتے تھے، اور فکر آخرت ان کو دنیاوی منفعت کے غلط حصول سے باز رکھتی تھی۔ اسی لئے میں ان کو تقویٰ، طہارت میں بھی ممتاز سمجھتا ہوں۔ اب ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں، اب تو جو لوگ خلاف شریعت تھوکتے نہیں وہ بھی اندھیرے اجالے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس اعتبار سے مولانا کی ذات مثالی ہے۔

دروس العربیۃ المیسرۃ انہیں مولانا محمد قاسم جمالی کی تالیف ہے، جس میں قواعد کی ترتیب کا کام مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی نے اردو زبان میں کیا ہے جس کی وجہ سے قواعد کا سمجھنا اور سمجھانا آسان ہوگیا ہے، مولانا کے گاؤں میں قائم مکتبہ حرا اس کا ناشر ہے، ایک سو تین صفحات کی قیمت نوے روپے مقرر ہے، روپے کی گرتی قیمت کا اندازہ کتابوں کی قیمت دیکھ کر بھی ہوتا ہے۔ ملنے کے پتے چار ہیں، آپ جھارکھنڈ میں ہیں تو جامعہ ام سلمہ فردوس نگر توپ چانچی دھنباد سے اسے حاصل کر سکتے ہیں اور اگر لکھنؤ میں ہیں تو مکتبہ احسان، ٹیگور مارگ ڈالی گنج لکھنؤ سے منگوا سکتے ہیں۔

چھپن (56) دروس پر مشتمل اس کتاب میں عرض مؤلف اردو، عربی دونوں زبانوں میں ہے، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم نے بھی اپنے قابل شاگرد اور کتاب کے اوصاف پر مشتمل ایک قیمتی تحریر اس کتاب کے لئے دی ہے جو شامل کتاب ہے، فہرست مضامین کے مندرجات جب عربی میں ہیں تو عنوان ''فہرست مضامین'' کو بھی معرب ہونا چاہیے تھا، پتہ نہیں کس مصلحت سے اسے اردو میں ہی باقی رکھا گیا ہے۔ عرض مؤلف جو اردو میں ہے، اس میں مولانا محمد قاسم جمالی نے اس کتاب کی خصوصیات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، لکھتے ہیں:

''یہ کتاب عربی زبان وادب کے طلبہ کی بنیادی تعلیم کے لئے تیار کی گئی ہے، جس کی مدد سے طلبہ عربی قواعد، گفتگو اور لکھنے کی خوب اچھی طرح مشق کر سکیں گے، میں نے کوشش کی ہے کہ کلمات اور منتخب نصوص سہل ہوں اور ان کے ذریعہ عربی قواعد کی تفہیم خوش اسلوبی کے ساتھ کرادی جائے''۔ کتاب کے ماخذ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے لکھا ہے کہ ''میں نے اس کتاب کی تیاری میں مصر وسعودی عرب کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور ان سے ادبی شہہ پارے خوبصورت تراکیب، عمدہ تعبیرات اور مفید نصوص منتخب کر کے اس میں شامل کئے ہیں، میں نے مفردات سے پھر مرکبات توصیفی واضافی سے کتاب کا آغاز کیا ہے، اس کے بعد بتدریج مرکبات تامہ کا استعمال کیا ہے، اساتذہ سے گذارش ہے کہ ہر درس سے قبل متعلقہ قواعد طلبہ کو اچھی طرح سمجھا دیں (ص ۹)

اس تحریر میں صرف اس قدر کمی کھٹکتی ہے کہ یہ کتاب کس درجہ کے لئے تیار کی گئی ہے، اس کا اندراج کہیں نہیں ہیں، شاید اساتذہ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہو، کتاب چوں کہ نصابی ہے، اس لیے کتاب میں مشق و تمرین ہر سبق کے ذیل میں دیا گیا ہے، حل لغات بھی کتاب میں مذکور ہے۔ قواعد طلبہ کو زبانی یاد کرا دیے جائیں اور پھر مشق وتمرین کے ذریعہ اس کا استحضار کرا دیا جائے تو ہمارے مدرسہ میں عربی پڑھنے کے باوجود لکھنے اور بولنے کی جو مشق نہیں ہو پاتی، اس کی تلافی ہو سکے گی۔ اساتذہ کو اس کتاب کی مدد سے طلبہ کو عربی سکھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان شاء اللہ کتاب مفید ثابت ہوگی۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فطری ذہانت

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سفر کیا، ابوبکرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر اور اونٹ پر ہم رکاب تھے، وہ چوں کہ شام کی طرف اپنے کاروباری سلسلے میں آتے جاتے رہتے تھے، اس لئے راستے سے واقف تھے، راستے میں جب لوگ انہیں ملتے تو پوچھتے کہ ابوبکرؓ! تمہارے آگے کون بیٹھا ہے؟ تو وہ جواب دیتے کہ ہادی ہیں، یعنی راستے کے راہ بر ہیں، کس خوبصورتی سے حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے مقصد اور حضورؐ کی ذات کو پوشیدہ رکھا، لوگوں نے یہ سمجھا کہ راستہ بتانے والے کوئی شخص ابوبکر کے ہمراہ ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کے ذہن میں ہادی کا وہ مفہوم تھا جو شرعاً دینی رہنمائی کے معنی میں آتا ہے۔

حضرت حسنؓ کی روایت سے بھی اس واقعہ کی تائید ہوتی ہے کہ جب غار ثور سے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں جو بھی ابوبکر کا شناسا ملتا اور حضورؐ کے بارے میں ان سے پوچھتا تھا تو وہ یہی جواب دیتا کہ یہ میرے ہادی ہیں یعنی راستہ دکھانے والے ہیں، حضرت حسنؓ فرماتے ہیں خدا کی قسم ابوبکرؓ نے بالکل سچ کہا۔

(۲) حضرت ابوسعید سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے دنیا میں رہے اور چاہے اللہ کے پاس جو نعمتیں موجود ہیں، انہیں پسند کرلے، تو اس بندے نے اللہ کی نعمتوں کو پسند کرلیا، ابوبکرؓ نے خطبہ سنا تو انہیں رونا آگیا، ابوسعید کہتے ہیں کہ ہمیں ان کا رونا عجیب سا لگا کہ اس بات پر یہ کیوں روئے؟ مگر بعد میں ہم سمجھے کہ حضورؐ نے جس بندے کا ذکر فرمایا تھا وہ حضورؐ ہی تھے اور ابوبکرؓ زیادہ باریک بیں اور حقیقت شناس تھے۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس یمن سے کچھ کپڑوں کے جوڑے آئے، آپ نے ان کی تقسیم شروع کی تو ان میں ایک جوڑا کچھ ناقص سا نکلا تو یہ خیال ہوا کہ اسے ناقص سمجھ کر کون لے گا، انہوں نے اٹھا کر اپنی پشت کے نیچے تہ کر کے اس طرح رکھ لیا کہ اس کا کچھ حصہ دکھائی دیتا تھا، آپؓ جوڑے تقسیم کرنے لگے ہوئے تھے کہ زبیر بن العوام آئے اور انہوں نے اس زیر نشست جوڑے کو غور سے دیکھا جس کا ایک پلہ باہر نکلا ہوا تھا، آخر حضرت عمرؓ سے پوچھ بیٹھے کہ یہ جوڑا کیسا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اس جوڑے کا دھیان چھوڑ دو لیکن زبیر بن العوام نے کہا کہ یہ جوڑے مجھے دے دیجئے، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ تمہیں پسند نہیں آئے گا، زبیر نے کہا کہ میں نے اسے پسند کرلیا، آخر جب حضرت عمرؓ نے خوب قول وقرار لے لیا اور وعدہ کرالیا کہ اسے لے کر واپس نہیں کریں گے، تب انہوں نے وہ جوڑا نکال کر ان کے سامنے ڈال دیا، حضرت زبیر نے اسے دیکھا تو پتہ چلا کہ بے کار جوڑا ہے تب انہوں نے کہا کہ میں تو یہ لینا نہیں چاہتا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم تو آپ کے حصے سے نمٹ چکے اور اس جوڑے کو ان ہی کے حصہ میں لگا دیا اور اسے واپس نہیں لیا۔

یہ صورت چوں کہ مفت تقسیم کی تھی، اس لئے اس میں عیب دار چیز کی واپسی کا مسئلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

(۴) جریر کہتے ہیں کہ جب مسلمان عراق میں ایرانی لشکر سے برسرِ جنگ تھے، اس وقت حضرت عمرؓ نے جریر سے فرمایا کہ تم اپنے لوگوں کو لے کر میدان جنگ میں چلے جاؤ، تمہارے ہاتھ جو مالِ غنیمت آئے گا اس میں چوتھائی تمہارا حق ہے، چنانچہ جب مسلمان کامیاب ہوئے اور بے حساب مال غنیمت ہاتھ آیا تو جریر نے چوتھائی پر اپنے حق کا دعویٰ کیا تو سعد بن وقاصؓ نے جو سردار لشکر تھے، حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع بھیجی، حضرت عمرؓ نے جواب بھیجا کہ جریر کا دعویٰ درست ہے، میں نے اس سے اس کا وعدہ کیا تھا، اگر جریر اور اس کی قوم نے مال کی خاطر لڑائی میں حصہ لیا ہے تو اس کو اس کا معاوضہ دے دو، ہاں اگر اس نے محض اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے جہاد کیا ہے تو وہ عام مسلمانوں میں کا ایک فرد ہے، جتنا ایک مسلمان کا حق ہے اتنا ہی اس کا بھی ہے اور جو فرائض ایک مسلمان کے ہیں وہی اس پر بھی ہوں گے، جب یہ خط سعد بن وقاص کے پاس پہنچا تو جریر کو اس مضمون سے آگاہ کیا، جریر نے سن کر کہا کہ امیر المومنین نے جو فرمایا وہ ٹھیک ہے، مجھے اس مال کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو ایک عام مسلمان ہی کی حیثیت میں خوش اور راضی ہوں۔

چونّی کا کرشمہ! حضرت ملا احمد جیونؒ ہندوستان کے مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ کے استاد تھے، حضرت اورنگزیب اپنے استاد کا بہت احترام کرتے تھے اور استاد بھی ان کی صلاحیت وتقویٰ دیکھ کر ان پر فخر کرتے تھے، جب اورنگزیب ہندوستان کے بادشاہ بنے تو انہوں نے اپنے خادم کے ذریعہ استاد کو پیغام بھیجا کہ وہ کسی دن دہلی تشریف لائیں اور خدمت کا موقع دیں، اتفاق سے وہ رمضان کا مبارک مہینہ تھا اور مدرسہ کی چھٹیاں تھیں، چنانچہ دہلی کا سفر ہوا، استاد اور شاگرد کی ملاقات عصر کی نماز کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں ہوئی، استاد کو اپنے ساتھ لیکر اورنگزیب شاہی قلعے کی طرف چل پڑے، رمضان کا سارا مہینہ اورنگزیب اور استاد نے ساتھ گزارا، عید کی نماز ادا کرنے کے بعد ملا جیون نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا، بادشاہ نے جیب سے ایک چونّی نکال کر اپنے استاد کو نذرانہ پیش کیا، استاد نے بڑی خوشی سے یہ ہدیہ عقیدت ومحبت سے قبول کیا۔

اس کے بعد اورنگزیبؒ دکن کی لڑائیوں میں اتنے مصروف ہوئے کہ چودہ سال تک دہلی آنے کا موقع نہیں ملا، جب وہ واپس آئے تو وزیر اعظم نے بتایا کہ آپ کے استاد ملا احمد جیون ایک بہت بڑے زمیندار بن چکے ہیں، اگر اجازت ہو تو ان سے لگان وصول کیا جائے، یہ سن کر اورنگزیب حیران رہ گئے کہ ایک غریب استاد کس طرح زمیدار بن سکتا ہے؟ انہوں نے استاد کو ایک خط لکھا اور پھر ملنے کی خواہش ظاہر کی، ملا احمد جیون پہلے کی طرح رمضان کے مہینے میں تشریف لائے، اورنگزیب نے بڑی عزت کے ساتھ انہیں اپنے پاس ٹھہرایا، ملا احمد کا لباس، بات چیت اور طور طریقے پہلے کی طرح سادہ تھا، اس لئے بادشاہ کو ان سے بڑا زمیندار بننے کے بارے میں پوچھنے کا کچھ حوصلہ نہ ہوسکا، ایک دن ملا صاحب خود کہنے لگے: آپ نے جو چونّی کا نذرانہ دیا تھا، وہ بڑی بابرکت تھی، میں نے اس سے بنولہ خرید کر کپاس کاشت کی، خدا نے اس میں اتنی برکت دی کہ چند سالوں میں سینکڑوں سے لاکھوں ہوگئے، اورنگزیب یہ سن کر خوش ہوئے اور مسکرانے لگے اور فرمایا: اگر اجازت ہو تو چونّی کی کہانی سناؤں، ملا صاحب نے کہا ضرور، اورنگزیبؒ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ چاندنی چوک کے سیٹھ ''اتم چند'' کو فلاں تاریخ کے کھاتے کے ساتھ پیش کرو، سیٹھ اتم ایک معمولی بنیا تھا، اسے اورنگزیب کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ ڈر کے مارے کانپ رہا تھا، اورنگزیبؒ نے نرمی سے کہا: آگے آجاؤ اور بغیر کسی گھبراہٹ کے کھاتا کھول کے خرچ کی تفصیل بیان کرو، سیٹھ اتم چند نے اپنا کھاتا کھولا اور تاریخ اور خرچ کی تفصیل سنانے لگا، ملا احمد جیون اور اورنگزیب خاموشی سے سنتے رہے ایک جگہ آ کے سیٹھ رک گیا، یہاں خرچ کے طور پر ایک چونّی درج تھی لیکن اس کے سامنے لینے والے کا نام نہیں تھا۔

اورنگزیبؒ نے نرمی سے پوچھا: ہاں، بتاؤ یہ چونّی کہاں گئی؟ اتم چند نے کھاتا بند کیا اور کہنے لگا: اگر اجازت ہو تو دردبھری داستان عرض کروں؟ بادشاہ نے کہا! اجازت ہے، اس نے کہا! اے شاہِ وقت! ایک رات موسلا دھار بارش ہوئی، میرا مکان ٹپکنے لگا، مکان نیا نیا بنا تھا اور تمام کھاتے کی تفصیل بھی اسی مکان میں تھی، میں نے بڑی کوشش کی، لیکن چھت ٹپکتی رہی، میں نے باہر جھانکا تو ایک آدمی لالٹین کے نیچے کھڑا نظر آیا، میں نے مزدور خیال کرتے ہوئے پوچھا، اے بھائی مزدوری کروگے؟ وہ بولا کیوں نہیں، وہ آدمی کام پر لگ گیا، اس نے تقریباً تین چار گھنٹے کام کیا، جب مکان ٹپکنا بند ہوگیا تو اس نے اندر آکر تمام سامان درست کیا، اتنے میں صبح کی اذان شروع ہوگئی، وہ کہنے لگا، سیٹھ صاحب! آپ کا کام مکمل ہوگیا، مجھے اجازت دیجئے، مجھے کوئی بلا رہا ہے، ''اللہ کی پکار پر میں نماز کے لئے جا رہا ہوں'' میں نے اسے مزدوری دینے کی غرض سے جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک چونّی نکلی، میں نے اس سے کہا: اے بھائی! ابھی میرے پاس یہی چونّی ہے، یہ لے اور صبح دکان پر آنا، تمہیں مزدوری مل جائے گی، وہ کہنے لگا یہی چونّی کافی ہے، میں نے اور میری بیوی نے اس کی بہت منتیں کیں، لیکن وہ نہ مانا اور کہنے لگا دیتے ہو تو یہ چونّی دے دو، ورنہ رہنے دو، میں نے مجبور ہوکر چونّی اسے دے دی اور وہ لے کر چلا گیا اور اس کے بعد سے آج تک نہ مل سکا، آج اس بات کو پندرہ برس گذر گئے، میرے دل نے مجھے بہت ملامت کی کہ اسے روپیہ نہ سہی اٹھنی دے دیتا۔

اس کے بعد اتم چند نے بادشاہ سے اجازت چاہی اور چلا گیا، بادشاہ نے ملا صاحب سے کہا: یہ وہی چونّی ہے، کیونکہ میں اس رات بھیس بدل کر گیا تھا تا کہ رعایا کا حال معلوم کرسکوں، سو وہاں میں نے مزدور کے طور پر کام کیا تھا، ملا صاحب خوش ہوکر کہنے لگے، مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ یہ چونّی میرے ہونہار شاگرد نے اپنے ہاتھ سے کمائی ہوگی، اورنگزیب نے کہا: ہاں، واقعی اصل بات یہی ہے کہ میں نے شاہی خزانہ سے اپنے لئے کبھی ایک پائی بھی نہیں لی، ہفتے میں دو دن ٹوپیاں بناتا ہوں، دو دن مزدوری کرتا ہوں، میں خوش ہوں کہ میری وجہ سے کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری ہوئی، یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ (بحوالہ: کتاب، تاریخ اسلام کے دلچسپ واقعات)

سلطان محمود کی خضر سے ملاقات: حکمران سلطان محمود غزنوی افغانستان کے علاقہ غزنی میں ۲رنومبر ۹۷۱ء کو پیدا ہوئے، ۹۹۹ء سے ۱۰۳۰ء تک حکومت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے اور قرآن وسنت کی پاسداری رکھنے والے عظیم حکمراں تھے، ان کا دربار لگا ہوا تھا، جس میں ہزاروں افراد شریک تھے، جن میں اولیاء قطب اور ابدال بھی تھے، سلطان محمود نے کہا کوئی شخص مجھے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کرا سکتا ہے؟ سب خاموش رہے، دربار میں بیٹھا ایک غریب دیہاتی کھڑا ہوا اور کہنے لگا، سلطان! میں زیارت کرا سکتا ہوں، سلطان نے شرائط پوچھی تو عرض کرنے لگا، ۶/ماہ دریا کے کنارے چلہ کاٹنا ہوگا، لیکن میں ایک غریب آدمی ہوں، میرے گھر کا خرچہ آپ کو برداشت کرنا ہوگا، سلطان نے شرط منظور کرلی، اس شخص کو چلہ کے لئے بھیج دیا گیا اور گھر کا خرچہ بادشاہ نے اپنے ذمہ لے لیا، ۶/ماہ گزرنے کے بعد سلطان نے اس شخص کو دربار میں حاضر کیا اور پوچھا تو دیہاتی کہنے لگا جہاں پناہ! کچھ وظائف الٹے ہوگئے ہیں، لہٰذا ۶/ماہ مزید لگیں گے، ۶/ماہ گزرنے کے بعد سلطان محمود کے دربار میں اس شخص کو دوبارہ پیش کیا گیا تو بادشاہ نے پوچھا میرے کام کا کیا ہوا...؟ یہ بات سن کر دیہاتی کہنے لگا بادشاہ سلامت! کہاں میں گنہگار اور کہاں حضرت خضر علیہ السلام، میں نے آپ سے جھوٹ بولا تھا، میرے گھر کا خرچہ پورا نہیں ہو رہا تھا، بچے بھوک سے مر رہے تھے، اس لئے ایسا مکر وحیلہ کرنے پر مجبور ہوا... سلطان محمود غزنوی نے اپنے ایک وزیر کو کھڑا کیا اور پوچھا اس شخص کی سزا کیا ہے؟ وزیر نے کہا: اس نے بادشاہ کے سامنے جھوٹ بولا، لہٰذا اس کا گلا کاٹ دیا جائے، دربار میں ایک نورانی شکل والے بزرگ بھی تشریف فرما تھے، کہنے لگے: بادشاہ سلامت اس وزیر نے بالکل ٹھیک کہا... بادشاہ نے دوسرے وزیر سے پوچھا، آپ بتاؤ! اس نے کہا، اس شخص نے بادشاہ کے ساتھ فراڈ کیا ہے، اس کا گلا نہ کاٹا جائے، بلکہ اسے کتوں کے آگے ڈالا جائے تا کہ یہ ذلیل ہوکر مرے اسے مرنے میں کچھ وقت تو لگے، دربار میں بیٹھے اسی نورانی چہرے والے بزرگ نے کہا، بادشاہ سلامت! یہ وزیر بالکل درست کہہ رہا ہے... سلطان محمود غزنوی نے اپنے پیارے غلام ایاز سے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ ایاز نے کہا: بادشاہ سلامت! شاہی خزانے سے ایک سال تک غریب کے بچے پلتے رہے، آپ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی اور نہ ہی اس کے جھوٹ سے آپ کی شان میں کوئی فرق پڑا! اگر میری بات مانیں، تو اسے معاف کردیں، اگر اسے قتل کردیا تو اس کے بچے بھوک سے مر جائیں گے، ایاز کی بات سن کر محفل میں بیٹھا وہی نورانی چہرے والا بابا کہنے لگا، ایاز بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔

سلطان محمود غزنوی نے اس بابا جی کو بلایا اور پوچھا آپ نے ہر وزیر کے فیصلے کو درست کہا، اس کی وجہ مجھے سمجھائی جائے... بابا جی کہنے لگا، بادشاہ سلامت! پہلے نمبر پر جس وزیر نے کہا اس کا گلا کاٹا جائے وہ قوم کا قصائی ہے اور قصائی کا کام ہے گلے کاٹنا، اس نے اپنا خاندانی رنگ دکھایا، غلطی اس کی نہیں آپ کی ہے کہ آپ نے ایک قصائی کو وزیر بنالیا... دوسرا جس نے کہا اسے کتوں کے آگے ڈالا جائے اس وزیر کا والد بادشاہوں کے کتے نہلایا کرتا تھا، کتوں سے شکار کھیلتا تھا، اس کا کام ہی کتوں کا شکار ہے تو اس نے اپنے خاندان کا تعارف کرایا، آپ کی غلطی ہے کہ ایسے شخص کو وزارت دی، جہاں ایسے لوگ وزیر ہوں، وہاں لوگوں کو بھوک سے ہی مرنا ہے... اور تیسرا ایاز نے جو فیصلہ کیا تو سلطان محمود سنو! ایاز سیدزادہ ہے، سید کی شان یہ ہے کہ سید اپنا سارا خاندان کربلا میں ذبح کردیتا ہے، مگر بدلا لینے کا کبھی نہیں سوچتا... سلطان محمود اپنی کرسی سے کھڑا ہوجاتا ہے اور ایاز کو مخاطب کر کے کہتا ہے، ایاز تم نے آج تک مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تم سید ہو؟ ایاز کہتا ہے آج تک کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ ایاز سید ہے، لیکن آج بابا جی نے میرا راز کھولا اور آج میں بھی ایک راز کھول دیتا ہوں، اے بادشاہ سلامت! یہ بابا کوئی عام ہستی نہیں، یہی حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

Scanned with CamScanner

بچوں کو اچھا بنانے کے لیے خود کو اچھا بنایئے

عبد الغفار صدیقی

دنیا میں انسان کے لیے سب سے قیمتی چیزاس کے بچے ہیں۔انسان اپنی جان دے کر بھی بچے کی جان بچاتا ہے۔اگر بچہ شدید بیمار ہوجائے تو والدین یہی دعا کرتے ہیں کہ''مولا! ہماری جان لے لے مگر ہمارے بچے کی جان بخش دے۔'' یہ ہرانسان کا فطری جذبہ ہے۔لیکن اس وقت ہمارا معاشرتی نظام اس قدر خراب ہوگیا ہے کہ اکثر بچے اپنے والدین کی خواہشوں پر پورے نہیں اتر رہے ہیں۔وہ والدین جنھوں نے اپنے خون سے بچے کی پرورش کی،جنھوں نے اپنی محنت سے چار پیسے کما کر بچے کو پالا پوسا،خود بھوکے رہ کرا سے کھلایا،یہاں تک اپنی بیماریوں کو بھی چھپایا اور بچے کو کچھ بنانے کی دھن میں اپنا علاج بھی نہیں کرایا وہی والدین عالم ضعیفی میں اپنے بچوں کی بے اعتنائی کا شکار ہورہے ہیں۔یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہا ہے۔صرف گاؤں،دیہات کے ان پڑھ اور غریب والدین میں ہی نہیں بلکہ شہر کے مالدار اور تعلیم یافتہ گھرانے بھی اس کی زد میں ہیں۔بیشتر والدین کو اپنے بچوں سے نافرمانی کی شکایت ہے، بچے انسان کا اپنا مستقبل بھی ہیں اور قوم اور ملک کا مستقبل بھی۔اس وقت انسانی سماج اخلاقی زوال کا شکار ہے۔ہماری وہ قدریں جو برسہا برس کی محنت اور جانفشانی سے قائم ہوئی تھیں،ایک ایک کر کے ختم ہورہی ہیں۔بعض ان برائیوں کو جن کا تصور بھی آج سے پہلے نہیں کیا جاسکتا تھا قانونی تحفظ حاصل ہے۔مثال کے طور پر بغیر نکاح اور شادی کے کسی مرد اور عورت کا ایک ساتھ رہنا،مرد کا مرد سے شادی کرنا اور تبدیلی جنس وغیرہ۔کسی بھی مہذب سماج میں یہ تینوں برائیاں قابل قبول نہیں تھیں،مگر آج لیوان ریلشن شپ اور انسانی حقوق کے نام پر ان کو قانونی تحفظ حاصل ہے۔کیا کوئی عاقل فرد ہوش وحواس میں رہتے ہوئے یہ فیصلہ کرسکتا تھا کہ وہ مخنثوں والی زندگی بسر کرے گا۔جس کمیونٹی کی قربت سے بھی کبھی گریز کیا جاتا تھا،آج بخوشی اس کو اختیار کیا جارہا ہے۔مجھے اس وقت تعجب ہوا جب میرے ایک دوست نے بتایا کہ یہ قبیح عمل بعض اسلامی ملک میں تیزی سے بڑھ رہا ہے۔اس کے بعد میں نے مختلف ویب سائٹس پر دیکھا کہ ایک مسلم ملک میں کئی ہجڑے سلیبر ٹیز بن گئے ہیں،ان کے پاس اربوں کی جائداد اور بنگلے وکوٹھیاں ہیں،مہذب کہے جانے والے امیر و کبیران کو اپنی محفل میں بدھائی کے لیے مدعو کرتے ہیں اور لاکھوں روپے ادا کرتے ہیں۔

زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہت سی چیزوں میں تبدیلی آئی ہے۔نئی نئی ایجادات نے جہاں ہزاروں مشکلات پر قابو پایا ہے وہیں کچھ نئی پریشانیوں نے بھی جنم لیا ہے خواہ ہمارے بے اعتدالیوں کے نتیجہ میں ہی ایسا ہوا ہو۔ایک طرف فاسٹ فوڈ کے نام پر مہیا کرائی جانے والی خورد ونوش کی اشیاء نے ہمارے جسم کو بیماریوں کا گھر بنادیا ہے۔وہیں پب جی جیسے کھیلوں نے نئی نسل کی زندگی تباہ کر کے رکھ دی ہے۔بے حیائی اور بے شرمی کا یہ عالم ہے کہ جوان لڑکیاں اور لڑکے رات رات بھر فحش گفتگو اور چیٹنگ کے لیے آپ کی اسکرین پر موجود ہیں۔چھ مہینے میں موبائل کے نئے ورژن نے بچوں کے اندر اپنے ساتھیوں کے درمیان اسٹیٹس کا رعب جمانے کا رجحان پیدا کیا ہے اور وہ ایک موٹی رقم مہنگے موبائل خریدنے میں خرچ کررہے ہیں۔جس سے غریب والدین پریشان ہیں۔اسی طرح مہنگی گاڑیوں کے مطالبہ نے ماں باپ کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔قیمتی اور نادر اشیاء پہلے بھی ہوا کرتی تھیں۔لیکن اس وقت نوابوں اور راجاؤں کے علاوہ کسی کو ان کی خبر بھی نہیں لگتی تھی۔موجودہ دور میں سوشل میڈیا نے ہر شخص تک ان معلومات کو پہنچادیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس صورت حال کا کون ذمہ دار ہے؟ کیا زمانہ خود کو ترقی کرنے سے روک دے،کیا نئی ایجادات واکتشافات کا دروازہ بند کردیا جائے؟ کیا موٹر گاڑیوں اور موبائل کے نئے ورژن لانچ نہ کیے جائیں؟ ظاہر ہے یہ ناممکن ہے۔اس صورت حال کے لیے یوں تو ہم سب ذمہ دار ہیں۔ہم میں سے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ،وہ کام کرے جس سے،فرد کی اپنی ذات،سماج اور ملک کا بھلا ہو۔حکومت کے پاس قوت نافذہ ہے۔وہ طاقت کے زور پر بہت سے قوانین تسلیم کراتی ہے۔بہت سی چیزوں پر روک لگاسکتی ہے۔اب آپ نماز کو ہی لیجیے،ایک اچھا اور نیک عمل ہونے کے باوجود بھارتی حکومت نے سرعام اور سرکاری مقامات پر اسے پڑھنے پر روک لگادی ہے،جہاں کوئی شخص کسی ٹرین،اسکول،یا پارک میں نماز پڑھتا ہوا نظر آتا ہے،اس کی ویڈیو بنالی جاتی ہے،اس پر ایف آئی آر درج ہوجاتی ہے۔اسی کا نتیجہ ہے اب عیدین میں سڑکوں پر نماز نہیں ہوتی،آمدورفت کے راستے مسدود نہیں ہوتے۔جب آپ ایک اچھے اور نیک کام کو بزور قوت روک سکتے ہیں تو برائیوں کو کیوں نہیں روک سکتے؟ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کی جسمانی صحت اور اخلاقی قدروں کی حفاظت کرے۔آخر دنیا میں وہ ممالک بھی ہیں جہاں جسمانی صحت کو خراب کرنے والی اشیاء فروخت نہیں ہوسکتیں اور ان کا نظام اس قدر چست درست ہے کہ دوکاندار کھانے پینے کی خراب چیزوں کو بآسانی ڈسٹ بن کے حوالہ کردیتا ہے۔ہمارے ملک میں دوائیں تک نہ صرف نقلی فروخت ہورہی ہیں بلکہ ایکسپائر میڈیسن بھی دیتے وقت دوکاندار کے ہاتھ نہیں کپکپاتے۔ہمارے یہاں سب سے زیادہ کھلواڑ عوام کی صحت کے ساتھ ہورہا ہے،بچوں کی تربیت میں سب سے بڑا رول والدین کا ہے۔لیکن جب کسی قوم کی اکثریت جاہل اور ناخواندہ ہو،شعور کی دولت سے کنگال ہو،اور ان کو آگاہ کرنے،انھیں اس قابل بنانے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کرسکیں،کوئی نظام نہ ہو،واعظین بڑوں کو مخاطب کرتے وقت بھی اس موضوع کو زیر بحث نہ لاتے ہوں،وہ دین کی بات کے نام پر بزرگوں کے مافوق الفطرت واقعات سنانے پر اکتفا کرتے ہوں،تو آپ ماتم کرنے اور سر پیٹنے کے سوا کیا کرسکتے ہیں؟ بچوں کو اچھا بنانے کے لیے والدین اور گھر کے بڑوں کو اچھا بننا پڑتا ہے۔گھر کے بڑے ایک لفظ نہ پڑھیں اور بچہ گھنٹوں پڑھے،آپ ایک وقت کی نماز نہ پڑھیں،بچے سے پانچ وقت کے ساتھ تہجد اور اشراق کا مطالبہ ہو،یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ صبح وشام مغلظات سے زبان آلودہ فرمائیں اور بچہ کے اندر ملکوتی صفات چاہیں یہ کیوں کر ممکن ہے؟ کیا ایک انسان ہونے کے ناطے آپ کی ذمہ داری نہیں کہ بچے کو انسان بنائیں،اس کے اندر انسانیت سے محبت کے جذبات پیدا کریں۔اس کے سامنے انسانیت کا مظاہرہ کریں۔کیا ایک مسلمان ہونے کے ناطے آپ پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ اپنے بچے کو مسلمان بنائیں۔ایک ایسا مسلمان جو نبیوں کے دین پر عمل پیرا ہو،جس کی نماز اسے بے حیائی اور برائیوں سے روکتی ہو،جس کا روزہ اس کو غربت کے ازالہ کے لیے مہمیز کرتا ہو۔جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں،اور وہ دوسروں کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہو۔ایک بھارتی شہری ہونے کا کیا یہ تقاضا نہیں کہ ہمارا بچہ ملک کی عظیم خدمات انجام دے؟

بلاشبہ بچہ آپ کا ہے۔یہ دنیا میں آپ کا وارث ہے۔آپ کو اس کی دنیا بھی اچھی بنانی ہے اور آخرت بھی۔دنیا اچھی بنانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے پاس بہترین مکان ہو،گاڑیاں ہوں اور خوب ساری دولت ہو(اگر چہ یہ سب بھی خدا کی نعمتیں ہیں اگر درست طریقے پر فراہم کی گئی ہوں) بلکہ دنیا اس کی اچھی ہے جسے اچھے لوگ اچھا کہیں،بھلائیوں میں جس کی مثال دی جائے۔آپ کو اسے جہنم کی آگ سے بھی بچانا ہے۔یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔آپ اپنے جس بچے کی خاطر اپنے جسم پر ظلم کرتے ہیں،خود کی پرواہ نہیں کرتے،اسی بچے کی خاطر آپ کو اچھا بھی بننا چاہئے۔

کہا جاتا ہے کہ اچھی صحبت اور اچھی سوچ انسان کی ترقی کا دروازہ کھولتی ہے اور محبت کا انسان کی زندگی پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ہم دوستوں سے مل کر اس شخص کی شخصیت کا اندازہ کرسکتے ہیں اگر آپ کا بچہ خدانخواستہ بری صحبت میں ہے تو وہ کتنا بھی ذہین ہو اس کیلئے زندگی میں ترقی کرنا مشکل ہوجاتا ہے اور اگر وہ اچھی صحبت میں ہے تو زندگی کی بڑی بڑی مشکلیں اسے چھوٹی لگنے لگتی ہیں۔ایسے ہی ایک واقعہ البرٹ آئنسٹائن کا ہے،البرٹ آئنسٹائن دنیا کے سب سے بڑے سائنس داں تھے اور اکثر وہ لیکچر لینے بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں جایا کرتے تھے۔بیشتر لیکچر کے دوران ان کا ڈرائیور ان کے ساتھ ہوتا تھا اور ان کے لیکچر کا نہایت ہی باریک بینی سے مشاہدہ کرتا تھا۔ایک دن وہ لیکچر دے کر گھر لوٹ رہے تھے تو ان کے ڈرائیور نے کہا کہ آپ کی طرح لیکچر تو میں بھی دے سکتا ہوں! اس پر آئنسٹائن نے کہا: ''تمہیں میں ایک موقع ضرور دوں گا۔'' پھر اگلے دن انہوں نے ڈرائیور کو اپنے کپڑے پہنا دیئے اور خود ڈرائیور کے کپڑے پہن لیے اور اس بنا پڑھے لکھے ڈرائیور نے بڑے بڑے پروفیسر لوگوں کے سامنے لیکچر دیا کسی کو پتہ ہی نہیں چلا لیکچر ختم ہونے کے بعد پروفیسر نے ڈرائیور سے سوال پوچھا تو اس پر ڈرائیور نے نہایت چالاکی سے کہا اتنا آسان سوال اس کا جواب تو میرا ڈرائیور بھی دے سکتا ہے۔آئنسٹائن جو ڈرائیور کے لباس میں تھے آگے آئے اور فردا فردا سوال کا جواب دیا جن سے سب حیران رہ گئے بعد میں آئنسٹائن نے سب کو بتایا۔اسے کہتے ہیں صحبتوں کا اثر،آئنسٹائن کے ساتھ رہ کر ان پڑھ ڈرائیور بھی ذہین ہوگیا،اس طرح بچوں کی زندگی میں دوستوں کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔اگر آج ہم اپنے معاشرہ پر نظر ڈالیں تو ہماری قوم کے زیادہ تر بچوں کا بگاڑ ان کے دوستوں کی صحبت کا نتیجہ نظر آتا ہے۔اکثر ہمارے بچے اچھی تربیت کے باوجود محض بری صحبت کی وجہ سے غلط راہ پر چل پڑتے ہیں۔بطور والدین ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم ان پر دھیان دیں۔سب سے پہلے والدین کے لئے یہ جاننا مشکل ہوتا ہے کہ کیا واقعی ان کے بچے بری صحبت میں ہیں،اگر ہیں تو آیئے ان نکات کے پیش نظر اپنے بچوں کا جائزہ لیں۔

اگر آپ اپنے ہی بچوں کے متعلق جاننا چاہتے ہیں کہ ان کے دوست کس طرح کے ہیں تو بچوں سے ان کے دوستوں کے متعلق سوالات پوچھئے کہ وہ ان کے دوست کی زندگی میں کیا کرنا چاہتے ہیں ان کے گروپ کا مقصد کیا ہے وہ لوگ آپس میں ملتے ہیں تو وہ کس طرح کا کھیل کھیلتے ہیں اور وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کس طرح سے پیش آتے ہیں۔اگر آپ کا بچہ ان سوالات کے جوابات دینے میں ہچکچاہٹ محسوس کرے تو سمجھئے وہ بری صحبت میں ہے اور اگر بچہ واقعی بری صحبت میں ہے تو اس کی حرکات وسکنات سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔مثلاً ایسے بچوں کی بات چیت کا اندازہ زیادہ جارحانہ ہوتا ہے،وہ بدزبان ہوتے ہیں اور گالی گلوج کا بھی استعمال کرنے لگتے ہیں،ان کا رویہ چڑچڑا ہوجاتا ہے اور انہیں نصیحت تو سخت ناگوار گزرتی ہے۔ایسے بچوں کا پڑھائی لکھائی کی طرف بھی رجحان کم ہونے لگتا ہے،ان کے اسکول کے مارکس بتدریج کم ہونے لگتے ہیں،وہ ہوم ورک وغیرہ بھی نہیں کرتے اور اسکول سے غیر حاضر رہ کر دوستوں کے ساتھ مٹرگشتی کرتے ہیں اور اکثر بچے بری صحبت میں پڑ کر نشہ آور چیزوں اور منشیات کا استعمال کرنے لگتے ہیں۔

اگر آپ کو اندازہ ہوجائے کہ آپ کا بچہ غلط صحبت میں ہے تو اس بات کو سب سے پہلے قبول کیجئے اور بچے کو مارنے،ڈانٹنے اور سرزنش کرنے کے بجائے اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور یہ سوچیں کہ آپ کی تربیت میں کہاں کمی رہ گئی۔اگر آپ کا بچہ غلط صحبت اختیار کرتا ہے تو ضرور اس کی کوئی وجہ رہی ہوگی کیونکہ تمام بچے نظر التفات چاہتے ہیں اور کہیں نہ کہیں آپ کی دیکھ ریکھ اور پیار محبت میں کمی کی وجہ سے غلط راستوں پر چلنے لگتے ہیں۔اس لئے پہلے وجہ پتہ کر کے اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔اگر اس وقت آپ بچے پر غصہ کریں گی تو بچہ ضد میں آکر اور زیادہ آپ کے برخلاف ہوجائے گا اور اپنے برے دوستوں کے قریب ہوجائے گا۔اس لئے اپنے بچے کو بہتر سے بہتر طریقے سے سمجھانے کی کوشش کریں۔بچوں کو ضرورت سے زیادہ کنٹرول کرنے یا حکم چلانے کے بجائے بچوں کے تئیں اپنی ذمہ داری قبول کریں اور سوچیں کہ اب جو ہونا تھا وہ ہوگیا اس پر پچھتانے یا افسوس کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔اب آگے کیا کرنا ہے اس کی منصوبہ بندی کیجئے اور مستقل مزاجی سے اپنے ارادے پر قائم رہے۔اپنے بچے کی زندگی کے اصول متعین کریں اور ان اصولوں پر خود بھی سختی سے عمل کریں اور بچوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔حالانکہ آپ کا بچہ بار بار ان اصولوں کو توڑے گا مگر اسے سمجھایئے کہ یہ اس کی بھلائی کے لئے ہے۔

اپنے بچوں کو اپنا وقت دیجئے اور زیادہ سے زیادہ وقت ان کے ساتھ گزارنے کی کوشش کریں۔اپنے بچوں کے دوست بن کر رہیں اور اگر آپ اپنے بچوں کے دوست بن کر رہیں گے تو وہ اپنے دل کی ہر بات آپ سے شیئر کریں گے۔اسے بار بار بری صحبت کا طعنہ دینے سے گریز کرنا چاہیے اور حکمت عملی کے ذریعے سے اسے بری صحبت سے دور کرنے کی کوشش کریں۔بچے میں موجود خوبیوں کو سراہنے اور اسے بڑھاوا دیجئے اور اس کی دلچسپی کے پیش نظر ایسی مصروفیات میں اسے الجھائیں کہ وہ اپنے برے دوستوں سے ملنے کے لئے وقت ہی نہ نکال سکے۔اپنے بچے کو زیادہ سے زیادہ مذہب سے قریب کریں کیونکہ جتنا آپ کا بچہ دین کے قریب ہوگا غیر ضروری چیزوں سے اتنا ہی دور رہے گا۔اس کے علاوہ اپنے گھر کا ماحول خوشگوار بنانے کی کوشش کریں کیونکہ اچھے ماحول سے آنے والے بچے خود اعتماد ہوتے ہیں اور بری صحبت کے شکنجے میں نہیں آتے۔گھر کا ماحول پرسکون اور مذہبی بنائیں اور گھر کے اندر اور باہر کھیلے جانے والے کھیلوں کو بڑھاوا دیں۔فیملی پکنک کا انعقاد کریں۔اس کے علاوہ اگر بچہ آپ سے کچھ سوال کرتا ہے تو اسے جھڑکی نہ دیں۔اپنے بچوں سے خراب انداز میں بات کرنے سے گریز کریں اور انہیں منفی ناموں سے نہ پکاریں اور براہ کرم اپنے بچوں کا موازنہ دوسروں سے نہ کریں اپنے بچوں کی قابلیت کے مطابق ان سے توقعات وابستہ کریں۔ان کی ناکامیوں پر ان کا حوصلہ بڑھائیں اور ان کی کامیابیوں کو جی کھول کر سراہیں۔

علاوہ ازیں چند احتیاطی تدابیر اختیار کریں اور ان پر سختی سے عمل کریں۔مثلاً ٹی وی،موبائل اور انٹرنیٹ کے لئے اوقات مقرر کریں۔روزانہ ۱۵رمنٹ انہیں اپنا روم صاف کرنے کی ترغیب دیں،کھیلنے کودنے پڑھائی کے اوقات مقرر کریں۔ہمیشہ یاد رکھیں کہ بچوں کی بری صحبت کے دوست ہمیشہ خود غرض اور بدتمیز ہوتے ہیں۔وہ اپنے مفاد کے لئے دوسروں کا استعمال کرتے ہیں اور محض اپنے مفاد سے ناآشنا ہوتے ہیں اور وہ دوسروں کے جذبات کی پروا بھی نہیں کرتے اس لئے اگر بچے غلط صحبت میں ہیں تو والدین تھوڑی محنت کر کے انہیں ان کی بری صحبت سے دور کرسکتے ہیں۔

علماء کرام اپنے مقام ومنصب کو پہچانیں

حضرت مولانا رفیق احمد صاحب

نائبین رسول ہونے کی حیثیت سے علماء کرام کا کام سب سے زیادہ نازک اور سب سے عظیم ہے، میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت دنیا کی کسی جماعت یا کسی گروہ کا کام اتنا زیادہ نازک اور اہم ہے کیوں کہ غور فرمائیے کہ علماء کرام کا ایک سرا نبوت محمد یہ سے ملا ہوا ہے تو دوسرا سرا ہماری زندگی سے ہے یہی ہمارے کام کی نزاکت کی وجہ اور ہماری عظمت کی دلیل ہے، نبوت محمد یہ سے وابستگی اور اتصال جہاں ایک بڑی خوش نصیبی اور سرفرازی ہے وہیں ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے، ہمارے پاس حقائق وعقائد کی سب سے بڑی دولت اور سب سے عظیم سرمایہ ہے، اس وابستگی سے ہم پر چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ ہم میں غیر متزلزل یقین اور راسخ ایمان ہونا چاہئے اور ہمارے دلوں میں اس کی حمایت ونصرت کا جذبہ موجزن ہونا چاہئے اس طرح پر کہ ہمارا دل اس بیش بہا دولت پر فخر اور شکر سے لبریز ہو، اس کی صداقت اور اسکی معقولیت، اس کی ابدیت، اس کی بلندی و برتری اور اس کی معصومیت پر پختہ یقین ہو یہاں تک کہ ہم اس ایمان ویقین کی دولت کے مقابلہ میں ہر چیز کو پورے اطمینان کے ساتھ جاہلیت اور جاہلیت کی میراث سمجھتے ہوں، ہم جہاں کہیں احکام خداوندی اور تعلیمات اسلامی کو سن کر ”سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا“ کہیں وہیں جاہلیت کے نظام اور جاہلیت کے علمبرداروں کو مخاطب کر کے یہ کہہ دیں کہ ”کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَداً حَتّٰی تُؤْمِنُوا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ“ اسی طرح اسلام کی رہنمائی اور اسوہ محمدی ہی کی روشنی میں نجات کا یقین رکھتے ہوں اور ہمارا اس پر عقیدہ ہو کہ اس طوفان نوح میں سفینہ نوح صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نبوت وامامت ہے، ہمارا یقین ہو کہ افراد اور قوم کی سرفرازی اور سربلندی کی شرط صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے اس کے بالمقابل تمام دنیا کی چیزیں الہیات فلسفہ مابعد الطبعیات، قیاسات کو افسانہ اور خرافات سے زیادہ وقعت دینے کے لئے اور ان کو ”زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوراً“ سے زیادہ مرتبہ دینے کے لئے تیار نہ ہوں، ہم اتباع سنت کے حریص اور ”خَیْرُ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ پر یقین رکھتے ہوں، یہ بھی یاد رکھئے کہ نبوت محمدی نے جس طرح علوم و احکام کا ایک بے پایاں دفتر اور وسیع ترین ذخیرہ چھوڑا ہے” فَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَلٰکِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ “ اور یہ ذخیرہ قرآن وحدیث، فقہ واحکام کی صورت میں محفوظ ہے اور یہ ہمارے مدارس بحمد اللہ اس کی خدمت واشاعت کے بہت بڑے مراکز ہیں، ان ہی مدارس سے ہم نے فیض حاصل کیا ہے اور کیفیات واوصاف کی تربیت پائی ہے، اب صرف نبوت محمدی سے علوم واحکام کو لینا اور کیفیات و اوصاف کو ترک کر دینا ناقص وراثت اور نامکمل نیابت ہے۔

دنیا میں جن لوگوں نے نیابت کا کام انجام دیا اور اسلامی امانتیں ہم تک پہنچائیں وہ صرف ایک ہی حصہ کے امین نہیں تھے، بلکہ وہ ہر قسم کی دولتوں سے مالا مال تھے، اب بھی اسلام کی دعوت اور اسلامی انقلاب صرف ایک حصہ سے برپا نہیں کیا جا سکتا، ہم کو جن اسلاف کی طرف نسبت کا شرف حاصل ہے وہ بھی علوم نبوت کی ساری خصوصیات کے جامع تھے اگر ہم حقیقی نیابت کے منصب پر سرفراز ہونا چاہتے ہیں تو ہم کو اس جامعیت کی کوشش کرنی پڑے گی اس کے بغیر علم وفن کی صناعی کاغذی پھول ہیں جن میں نہ تو خوشبو ہے نہ تازگی، یہاں تو جنت اور باغ نبوت کے شاداب پھول چاہئیں جو مشام جان کو معطر کر دیں اور جن کے سامنے دنیا کے پھول شرما جائیں” فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوا یَعْمَلُوْنَ “۔

پہلے اسی ملک میں خواجہ معین الدین چشتیؒ یا سید علی ہمدانی ایک فقیر بےنوا آتا ہے اور پورے ملک کو اپنے قلب کی حرارت اور اپنے ایمان کے نور سے بھر دیتا ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حکومت مغلیہ میں انقلاب برپا کر دیا، انھیں کی خاموش محنتوں کا نتیجہ تھا کہ ہم بادشاہ اکبر کے تخت پر اورنگ زیب جیسے فقیہ اور متشرع بادشاہ کو دیکھتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس طویل و عریض ملک کا رجحان بدل دیا اور پورے نظام فکر اور نظام تعلیم پر ایک گہرا اثر ڈالا، حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ نے ایک عام مایوسی اور پسپائی کے دور میں دارالعلوم دیوبند جیسا ایک بڑا اسلامی قلعہ تعمیر کر دیا اور علوم شریعت کو ایک نئی زندگی بخشی، دعوت وتبلیغ کے ذریعہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے ایمان اور دینی جدوجہد کی ایک نئی روح پھونک دیا۔ ع

جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہ

آج ہمارے فضلاء اس روح سے خالی اور ان کیفیات سے عاری اور اس قوت سے محروم ہوئے جارہے ہیں جو لوگوں کو از سر نو سوچنے اور بدل جانے پر مجبور کر دیتی تھی، آج ہم احساس کمتری کے شکار ہیں آخر کیوں؟ غور فرمائیے دوسروں کا احساس کمتری تو ایک نفسیاتی مرض ہے لیکن ہمارا احساس کمتری، ہماری دینی کمزوری، ضعف عقیدہ اور ضعف ایمان کی دلیل ہے، اگر انبیاء کرام کے نائبین اور علوم نبوت کے حاملین کو اپنی کمتری اور حقارت کا احساس ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مقام نبوت سے ناآشنا اور یقین سے خالی ہیں حالانکہ ہم تو ان پاکیزہ نفوس اور ہستیوں کے جانشین ہیں جن کے متعلق شیخ سعدیؒ کے الفاظ میں یہ کہنا بالکل صحیح اور بجا ہوگا کہ......ع

شہان بے کلہ و خسروان بے کراند

ہمارے پاس جو دولت ہے اس سے دنیا کا دامن خالی ہے، کیوں کہ ہمارے سینے میں علوم نبوت اور ایسے بیش بہا حقائق ہیں جو دنیا سے گم ہو چکے ہیں اور ان کے گم ہو جانے کی وجہ سے آج پوری دنیا میں اندھیر انما اور آج ہر طرف شر وفساد برپا ہے اور ایک عجیب وغریب انتشار ہے، یہ ہے کہ ہم حقیر نہیں ہیں صرف احساس حقارت کے مریض ہیں اور یہ احساس حقارت ہماری خودداری اور خود فراموشی پر مبنی ہے اس کا علاج صرف یہ ہے کہ ہم اپنے مقام سے باخبر ہو جائیں اور اپنی دولت وسرمایہ کا صحیح جائزہ لیں، ہماری تاریخ میں جن حضرات نے اپنے مقام کو پہچان لیا اور جن کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو کونسی دولت دیا ہے اور کس منصب پر سرفراز کیا ہے ان کو یہ سارا نظام عالم پست نظر آنے لگا، ان کو حکومتیں نہیں خرید سکیں، انھوں نے دنیا کی بڑی سی بڑی پیش کش کو سن کر ہمیشہ زیر لب مسکرا کر کہا کہ......ع

برو این دام بر مرغ دگرنہ
کہ عنقار ابلند است آشیانہ

ہمارے اسلاف میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ جیسے غیور اور خود شناس امام گزرے ہیں جن کو حکومت عباسیہ کسی قیمت پر خرید نہ سکی، امام غزالیؒ جیسے عالی ہمت بھی جنھوں نے حریم خلافت کے اشارے کے باوجود نظامیہ بغداد کی صدر مدرسی قبول نہیں کیا جو خلافت کے بعد سب سے بڑا دینی اعزاز تھا، حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسے صاحب عزیمت بھی جنھوں نے جہانگیر کے سامنے جھکنے کے بجائے گوالیار کی اسیری کو ترجیح دیا، ہمارے اسلاف میں مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ کی ذات گرامی ہے جنھوں نے علی گڑھ کے ایک دین دار رئیس کی تنخواہ میں جو غالباً دس روپے ماہوار سے زیادہ نہیں تھی دو روپیہ ماہوار یہ کہہ کر کمی کرادی کہ میں یہ دو روپیہ اپنی والدہ صاحبہ کو دیا کرتا تھا ان کے انتقال کے بعد یہ روپیہ فاضل ہے اور میں قیامت کے دن اس کے حساب سے بچنا چاہتا ہوں، ہمارے اسلاف میں وہ ایثار پیشہ مدرسین بھی ہیں جنھوں نے اپنے مدارس کی چھوٹی چھوٹی تنخواہوں اور اپنے اساتذہ وشیوخ کی قربت پر بڑی بڑی درسگاہوں کی بڑی بڑی پیش کش کو قربان کر دیا اور عسرت وتنگی میں اپنی عمر بسر کر دی، اب آپ کو یقیناً اس شعر کو پڑھنے کا حق ہے ۔

اُولٰئِکَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِم
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

اپنے آپ کو ایک باکردار انسان بنائیے

ڈیل کارنیگی

اس بات کو بہت لوگ جانتے ہوں گے کہ کردار کسے کہتے ہیں؟ اچھا اور برا کردار کس شئے کا نام ہے؟ اس کا جواب دو لفظوں میں تو نہیں دیا جا سکتا، لیکن جب آپ کی ذات میں مخفی تمام صفات اپنے اپنے جوہر یکجا کر لیتے ہیں تو کردار بنتا ہے اور یہی کردار کسی انسان کو دوسروں سے ممیز کر کے افضل واعلیٰ بناتا ہے، جس کا کردار اچھا ہوتا ہے، اس شخص کو سب لوگ پسند کرتے ہیں اور برے کردار کے حامل اشخاص سے دنیا کا ہر انسان نفرت کرتا ہے، یہ پسند اور ناپسند فطری امر ہے، کردار ایسا عمل ہے جو ایک انسان کے گرد مخلص احباب کا حلقہ پیدا کر دیتا ہے، جب کہ کردار ہی کی بدولت کسی شخص کے سائے سے بھی لوگ دور دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں، امید ہے کہ آپ اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ جس کے گرد اگر احباب جمع رہتے ہیں، اس کا کردار اچھا اور جس سے لوگ دور رہتے ہیں، اس کا کردار برا ہے۔

میں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو بتاتا چلوں کہ کردار نہ تو پیدائشی طور پر پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی یہ کسی کو وراثت میں ملتا ہے، اگر کوئی شخص اپنے ذہن میں ایسا خیال رکھتا ہے تو وہ یقیناً غلطی پر ہے اور کسی کی ناکام زندگی کا باعث بھی ان کی یہی سوچ ہو سکتی ہے، جب کہ اصل بات یہ ہے کہ کردار کی تعمیر ہر شخص خود کرتا ہے اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ اپنے کردار کی تعمیر میں صرف کرتا رہتا ہے، یعنی جب وہ افعال بد انجام دیتا ہے تو اس کو برا کردار کہا جاتا ہے اور جب نیک اعمال انجام دیتا ہے تو اچھا کردار بناتا ہے، یہ بات بھی ضروری نہیں کہ جو شخص جوانی میں برے کردار کا مالک ہو بڑھاپے میں اس کو اچھے کردار میں تبدیل کر سکتا ہے اور اسی طرح عالم شباب کا اچھا کردار اپنی غلطیوں کی وجہ سے برے کردار میں بدلا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کا بات کرنا، کام کرنا یا سوچنا ایسے عوامل ہیں، جو کردار کو بناتے ہیں، لہذا معلوم ہوا کہ کسی انسان کی گھٹیا حرکات اور برے خیالات اس کے کردار کو ناپسندیدہ یا برا بنانے میں معاون ہوتے ہیں جب کہ ہر نیک اور اچھا عمل صاف ستھرے پاکیزہ خیالات اور تصورات سے کردار میں بلندی پیدا ہوتی ہے، ایک شاعر نے اپنے شعر میں کردار کے مفہوم ومطلب کی مکمل تشریح یوں کی ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ کردار کا تعلق مافوق الفطرت طاقتوں سے ہے، تو یہ بھی اس کی غلطی ہے، ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہوتا، کردار تو انسان کی اچھی اور بری عادات اور خیالوں کا عکس ہوتا ہے، اس کی اچھی یا بری تعمیر کے لئے انسان کو خود فیصلہ کرنا ہوتا ہے، اگر وہ تخریبی عوامل سے کنارہ کشی اختیار کرے گا تو اچھا کردار تعمیر کر سکتا ہے، بصورت دیگر برا کردار ہی اس کا مقصد بنے گا، انسان کو ہر وقت اپنا احتساب کرتے رہنا چاہئے اور اپنی ناپسندیدہ اور بری عادات کو خیر باد کہنے کی تگ ودو میں لگے رہنا چاہئے اور حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اس میں کامیابی اور کامرانی بھی حاصل کرے۔

کردار کی تعمیر کے لئے جب آپ کوئی حتمی فیصلہ کر لیں تو پھر لازم ہے کہ اپنے کئے ہوئے فیصلہ پر عمل بھی کریں اور اپنے ذہن میں یہ خیال بھی قائم رکھیں کہ آپ کو بلند کردار کا انسان بننا ہے، اسی لئے ہر گھڑی، ہر لمحہ، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے اپنے آپ کو تعمیری سوچ میں محو رکھیں، اس دوران ہو سکتا ہے کہ کچھ تخریبی سوچیں آپ کے ذہن کو خراب کرنے کی کوشش کریں، لہذا ان پر حاوی ہونے اور قابو پانے کے لئے انسان کو جسمانی عمل سے مدد لینی چاہئے۔ (بقیہ صفحہ: ۱۰ پر)

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

غزہ میں نسل کشی پر جنوبی افریقہ نے بھی اسرائیل سے اپنا سفیر واپس بلالیا

جنوبی افریقہ کی حکومت نے غزہ کی پٹی پر بمباری کی مذمت کرتے ہوئے اسے 'نسل کشی' قرار دیتے ہوئے اسرائیل سے اپنے سفیر اور سفارتی مشن کو واپس بلالیا ہے، امریکی خبر رساں ادارے ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق حکومت نے جنوبی افریقہ میں اسرائیل کے سفیر کے خلاف کارروائی کی دھمکی بھی دی ہے؛ کیونکہ اسرائیلی سفیر نے حال ہی میں اسرائیل-حماس جنگ پر جنوبی افریقہ کے موقف پر تبصرہ کیا تھا، یہ تبصرہ کیا تھا اس حوالے سے تفصیلات سامنے نہیں آسکیں، مشرق وسطیٰ میں جاری اس جنگ کا آغاز گذشتہ مہینے سات اکتوبر کو ہوا تھا جب فلسطینی عسکریت پسند گروہ حماس نے اسرائیل پر حملہ کیا جس میں 14 سو سے زائد افراد ہلاک ہو گئے، جبکہ حماس کے زیرانتظام غزہ کی وزارت صحت کے مطابق اب تک اسرائیل کی فوجی کارروائی کے نتیجے میں 10 ہزار سے زائد فلسطینی ہلاک ہو چکے ہیں، وزیر برائے ایوان صدر کُمبڈزو ایٹنیوفی نے کہا کہ جنوبی افریقہ کی حکومت نے تل ابیب میں اپنے تمام سفارت کاروں کو مشاورت کے لیے واپس بلانے کا فیصلہ کیا ہے، انہوں نے کہا کہ کابینہ نے جنوبی افریقہ میں اسرائیلی سفیر کے ان لوگوں کے بارے میں توہین آمیز تبصرے کا بھی جائزہ لیا جو اسرائیلی حکومت کے مظالم اور نسل کشی کی مخالفت کر رہے ہیں اور بین الاقوامی تعلقات کے محکمے کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان کے طرز عمل سے نمٹنے کے لیے سفارتی ذرائع اور پروٹوکول کے اندر رہتے ہوئے ضروری اقدامات کریں، گمبڈزو ایٹنیوفی کا مزید کہنا تھا کہ اسرائیلی سفیر کی ملک میں پوزیشن 'دفاع کے قابل' نہیں ہے، فلسطین کے حامی مظاہرین جو جوہانسبرگ میں امریکی قونصل خانے اور پریٹوریا اور کیپ ٹاؤن میں اسرائیلی سفارت خانوں کے سامنے مظاہرے کر رہے ہیں، نے جنوبی افریقہ کی حکومت سے اسرائیلی سفیر کو ملک بدر کرنے کا مطالبہ کیا ہے (ایجنسی)

امریکہ: بیوی کو چاقو کے 17 وار کر کے گاڑی سے کچلنے والے شہری کو عمر قید

امریکہ کی ریاست فلوریڈا میں ایک شہری کو عمر قید کی سزا سنائی گئی ہے جس نے اپنی بیوی کو سفاکانہ طریقے سے قتل کیا تھا، رپورٹ کے مطابق یہ واقعہ 2020 میں ایک اسپتال کے پارکنگ ایریا میں پیش آیا تھا جہاں اس شخص کی بیوی بطور نرس کام کرتی تھیں 'دی سن سینٹینیل' اخبار نے رپورٹ کیا ہے کہ فلپ میتھیو Philip Mathew نے اپنی بیوی میرن جوئی کے فرسٹ ڈگری قتل کے الزام کا کوئی نہیں دفاع نہ کرنے کی درخواست کی جو کہ اس رشتے سے فرار کی منصوبہ بندی کر رہی تھی، رپورٹ کے مطابق اس درخواست کے بعد وہ مجرم موت کی سزا کے امکان سے بچ گیا ہے، 26 سالہ میرن جوئی ایک ہسپتال میں نرس کے طور پر کام کرتی تھیں 2020 میں ان کے شوہر فلپ میتھیو نے ان پر چاقو کے 17 وار کیے، پولیس کے مطابق شوہر نے میرن جوئی کو گاڑی میں بند کر کے اس پر چاقو کے وار کیے اور بعد انہیں نیچے گرا کر ان کے جسم پر گاڑی بھی چڑھا دی تھی، میرن جوئی Merin Joy کے ساتھی کارکنوں میں سے ایک نے بعد میں بتایا کہ میتھیو نے جوئی پر گاڑی ایسے چلائی جیسے وہ کسی سڑک کا سپیڈ بریکر ہوں، جب وہاں جوئی کے دیگر ساتھی جمع ہوئے تو وہ چیخ رہی تھی کہ میرا ایک بچہ بھی ہے۔ (ایجنسی)

'میں نے بچوں کو ذبح ہوتے نہیں دیکھا' کہنا عرب خاتون رکن کنیسٹ کو پڑا مہنگا

اسرائیلی کنیسٹ کی رکن ایمان خطیب یاسین Iman Khatib–Yassin نے کہا کہ میں نے حماس کو بچوں کو ذبح ہوتے یا عورتوں کی عصمت دری ہوتے نہیں دیکھا، کنیسٹ میں یہ جملہ ادا کرنا ایمان خطیب یاسین کو مہنگا پڑ گیا، صرف یہ کہنا ہی ان کے لیے جہنم کے دروازے کھولنے کے لیے کافی تھا، لیکوڈ پارٹی کے کنیسٹ کے دو دیگر ارکان نے ریاست کے خلاف ایک دہشت گرد تنظیم کی مسلح جدوجہد کی حمایت کے الزام میں ایمان خطیب کو ہٹانے کے لیے کام شروع کر دیا، چینل 12 کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے ایمان خطیب کو اس کے عہدے سے ہٹانے کا مطالبہ کرنے کے لیے کنیسٹ کے 70 ارکان کو قائل کرنے کی مہم شروع کر دی ہے، اس مہم میں حزب اختلاف کے ارکان کنیسٹ کو بھی ساتھ ملانے کی کوشش کی جا رہی ہے، نمائندوں ہنوک میلبلسکی اور اوشر شیکلل نے اپنی مہم کی بنیاد کنیسٹ قانون کے سیکشن 137 اے پر رکھی، اس شق میں ریاست اسرائیل کے خلاف کسی دشمن ریاست یا دہشت گرد تنظیم کی مسلح جدوجہد کی حمایت کرنے کو جرم قرار دیا گیا ہے، یہ کوششیں اس وقت سامنے آئیں جب ایمان خطیب نے کنیسٹ چینل کے ساتھ ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں کہا کہ حماس کے جنگجوؤں نے اسرائیلی فوج کی طرف سے دکھائے گئے کلپس کے مطابق بچوں کو ذبح یا خواتین کی عصمت دری نہیں کی (ایجنسی)

ایئر کینیڈا نے میرے والد کو مار ڈالا، ہندوستانی نژاد خاتون

ہندوستانی نژاد کینیڈین خاتون Shanu Pande نے ایئر کینیڈا پر اپنے والد کی موت میں لاپرواہی کا الزام لگایا ہے، میڈیا رپورٹ کے مطابق خاتون نے بتایا کہ ایئر کینیڈا کی غفلت کے باعث اس کے 83 سالہ والد کی دہلی سے مونٹریال جانے والی پرواز میں سفر کے دوران موت ہو گئی، دراصل یہ سارا معاملہ گزشتہ ستمبر میں ہوا، جب اونٹاریو کی رہنے والی شانو پانڈے اپنے والد ہریش پنت کے ساتھ ایئر کینیڈا کی فلائٹ سے دہلی سے کینیڈا کے لیے روانہ ہوئیں، کینیڈین براڈ کاسٹنگ کارپوریشن (سی بی سی) نے رپورٹ کیا کہ سات گھنٹے بعد جب ہوائی جہاز یورپ کے اوپر تھا، پنت کو سینے میں درد، کمر میں درد، الٹیاں ہونے لگی، اپنے والد کی طبیعت بگڑتی دیکھ کر سانو نے کیبن کریو سے فوری علاج کے لیے طیارے کا رخ موڑنے اور لینڈ کرنے کی درخواست کی۔ لیکن اس کی درخواست پر کان نہیں دھرے اور نو گھنٹے بعد جب طیارہ مونٹریال میں اترا تو اس کے والد فوت ہو چکے تھے، ایئر لائنز کے ملازمین نے غیر انسانی اور بے حس قرار دیا، پی ٹی آئی کی رپورٹ میں پانڈے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ میری آنکھوں کے سامنے ان کی (والد) کی حالت خراب ہو رہی ہے؛ لیکن ایئر کینیڈا نے ان کی بگڑتی صحت کو سنجیدگی سے نہیں لیا، پانڈے نے کہا کہ ان کے والد پائلٹوں اور ایئر کینیڈا کے ملازمین پر منحصر تھے؛ لیکن ان کی طرف سے مدد نہ مل سکی انہوں نے الزام لگایا کہ وہ غیر انسانی اور بے حس ہیں (ایجنسی)

تعلیم و روزگار

سی ایم نتیش کمار نے ریزرویشن کی حد 75 فیصد کرنے کی تجویز پیش کی

بہار میں ذات پات کی مردم شماری کی رپورٹ (بہار کاسٹ سروے) جاری ہونے کے بعد ریزرویشن کا دائرہ بڑھانے کی کوششیں تیز ہو گئی ہیں، نتیش کمار حکومت نے اسمبلی میں ریزرویشن (کوٹہ) کا دائرہ 50 فیصد سے بڑھا کر 75 فیصد کرنے کی تجویز پیش کی ہے، بتایا جا رہا ہے کہ نتیش کمار حکومت نے او بی سی اور ای بی سی زمروں کے لیے یہ تجویز پیش کی ہے، اس تجویز کے مطابق درج فہرست ذاتوں (ایس سی) کے لیے فی الحال 16 فیصد ریزرویشن کو بڑھا کر 20 فیصد کر دیا جائے گا، شیڈول ٹرائب (ایس ٹی) کو 1 فیصد سے بڑھا کر 2 فیصد کیا جائے گا، انتہائی پسماندہ طبقے (ای بی سی) اور دیگر پسماندہ طبقے (او بی سی) کو ایک ساتھ 43 فیصد ریزرویشن دیا جائے گا، پہلے خواتین کے لیے 3 فیصد ریزرویشن کا انتظام تھا جسے اب ختم کر دیا گیا ہے، ملک کا پہلا برادری اقتصادی سروے منگل کو بہار اسمبلی میں پیش کیا گیا، اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کس طبقے اور کس ذات میں کتنی غربت ہے، رپورٹ کے مطابق بہار میں 33.16 فیصد غریب خاندان ہیں، 25.09 فیصد عام زمرے میں، 33.58 فیصد انتہائی پسماندہ طبقے میں، 42.93 فیصد ایس سی اور 42.7 فیصد ایس ٹی میں ہیں، بہار حکومت نے جن ذاتوں کو اعلیٰ ذاتوں میں شامل کیا ہے، ان میں ہندو اور مسلم مذاہب کی 7 ذاتیں ہیں، عام زمرے میں، بھومیہار سب سے زیادہ غریب ہیں جو 25.32 فیصد ہیں، غریب آبادی کے 13.83 فیصد کے ساتھ کائستھ سب سے زیادہ خوشحال ہیں؛ جب کہ یادو ذات کے لوگ پسماندہ طبقات میں سب سے غریب ہیں، ذات پات کی مردم شماری کے اعداد و شمار 2؍اکتوبر کو جاری کیے گئے تھے، اس کے ایک دن بعد سی ایم نتیش کمار کی صدارت میں آل پارٹی میٹنگ ہوئی، اس میں اسدالدین اویسی کی اے آئی ایم آئی ایم کے ساتھ آر جے ڈی، جے ڈی یو، کانگریس اور تینوں لیفٹ پارٹیوں نے سروے کی بنیاد پر ریزرویشن کا دائرہ بڑھانے کا مطالبہ کیا تھا، منگل کو بہار اسمبلی کی کارروائی شروع ہوتے ہی بی جے پی کے ایم ایل اے نے ہنگامہ کھڑا کر دیا، بی جے پی ایم ایل اے آنگن واڑی کارکنوں کے احتجاج پر حکومت کو گھیر رہے تھے۔

دہلی حکومت کے 80 ہزار ملازمین کو ملے گا سات ہزار کا بونس

دہلی حکومت نے دیوالی کے موقع پر اپنے 80 ہزار ملازمین کو سات ہزار روپے بونس دینے کا فیصلہ کیا ہے وزیر اعلیٰ اروند کجریوال نے اس کا علان کرتے ہوئے کہا کہ دہلی حکومت تمام گروپ بی غیر گزیٹیڈ اور گروپ سی کے ملازمین کو دیوالی پر سات سات ہزار روپے بونس دے گی۔ انہوں نے کہا کہ اس سے تہواروں پر ان کے گھروں میں خوشیاں دوگنی ہو جائیں گی انہوں نے سبھی کو دیوالی کی مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ دہلی حکومت میں کام کرنے والے تمام ملازمین ہمارا پریوار ہیں اور آج میں ان کے لئے ایک خوشخبری لے کر آیا ہوں، دہلی حکومت نے گزشتہ آٹھ سال میں دہلی میں تعلیم، حفظان صحت، بنیادی ڈھانچہ، پبلک سروسز سمیت کئی شعبوں میں جتنے شاندار کام کئے ہیں، اس میں ہمارے دہلی حکومت کے ملازمین نے سب سے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان ملازمین کو سخت محنت اور کام کی بدولت ہم دہلی کو دہلی کے لوگوں کے خوابوں کا شہر بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس وقت دہلی حکومت میں تقریباً 80 ہزار گروپ بی غیر گزیٹڈ اور گروپ سی ملازمین ہیں۔ ان تمام ملازمین کو بونس دینے میں 56 کروڑ روپے کا خرچ آئے گا۔ ایک حکومت کے طور پر ہم نے اپنے ملازمین کی زندگی بہتر بنانے کے لئے ہمیشہ کوشش کی ہے اور یہ کوشش جاری رہے گی (ایجنسی)

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارامیڈیکل)

امارت شرعیہ کیمپس، پھلواری شریف، پٹنہ

داخلہ نوٹس

جو طالب علم انٹر Physics, Chemistry, Biology اور English سے پاس شدہ ہیں ان کے لئے ایک سنہرا موقع ہے۔ وہ طالب علم پارا میڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنا سکتے ہیں۔ پارا میڈیکل کے ڈپلومہ کورس کی منظوری محکمہ صحت بہار سرکار سے مستقل منظور شدہ ہے۔ پارا میڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں چند سیٹیں دستیاب ہیں۔ خواہش مند طلبہ پارا میڈیکل کے دفتر سے مبلغ -/700 روپیہ جمع کر کے داخلہ فارم لے کر داخلہ کرا سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ درج ذیل موبائل نمبر پر داخلہ سے متعلق رابطہ کریں:

8873771070,99053554331,9631529759,7250222587,9430236042,8340240873

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی (نائب امیر شریعت)
سید نثار احمد (ایڈمنسٹریٹر)
ڈاکٹر فضیل احمد (پرنسپل)

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

صدقہ وخیرات سے نکل کر خصوصی تعلیمی بجٹ تیار کرنے کی ضرورت: امیر شریعت

ائمہ وذمہ داران مساجد کے تربیتی ومشاورتی اجلاس سے امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کا خطاب

تعلیم نہایت ضروری ہے؛ لیکن ہمارے پاس تعلیم کے لیے کوئی بجٹ نہیں ہے، سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم نے صرف اور صرف تعلیم کو صدقہ وخیرات پر منحصر کرلیا ہے، ہمیں ایسی تعلیم سے نکل کر باضابطہ طور پر خصوصی بجٹ تیار کرنا ہوگا، دینی تعلیم کے ساتھ ہم اپنے بچوں کو عصری تعلیم بھی دلائیں، تا کہ ہمارے بچے بڑے عہدوں پہ پہنچ کر قوم وملت کی خدمت کرسکیں، ان خیالات کا اظہار شہر سے متصل بیگوسرائے کھاتو پور جامع مسجد میں منعقد ائمہ کرام وذمہ داران مساجد کے تربیتی ومشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی مساجد کو فلاحی کاموں کیلئے بھی استعمال کرنا ہوگا، یہاں پر ضرورتمندوں کیلئے انتظامات کرنے پر تجویز ہونی چاہئے؛ تا کہ ضرورتمند یہاں سے اپنی ضرورتوں کیلئے رابطہ کرسکیں، انہوں نے مساجد کے باہر کچھ سامان رکھنے پر بھی زوردی، انہوں نے کہا کہ اپنی ذمہ داری کا احساس ہمیں ہرلحہ ہونا چاہیے؛ کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے سلسلے میں باز پرس ہوگی، لہذا ہم سب اپنی اپنی ذمہ داری ہر سطح سے نبھائیں، چاہے وہ ادارے کی ہو یا گھر کی یا پھر پڑوس میں رہنے والے کی ہو، اخیر میں انہوں نے کہا کہ اپنے اپنے ائمہ کرام کے ساتھ تکریم کا معاملہ کریں اوران کے لیے اچھی تنخواہ کا انتظام کریں، سب سے پہلے پروگرام کا آغاز حافظ تنویر احمد رحمانی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، امام وخطیب جامع مسجد کھاتو پور مولانا عبدالمجید اسحاق قاسمی نے نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا، پروگرام میں مہمانان خصوصی کے طور پر نائب قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ مولانا مفتی وصی احمد قاسمی، استاد حدیث جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر مولانا ومفتی ریاض احمد قاسمی کے کلیدی خطابات ہوئے، پروگرام کی قیادت امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ ماسٹر انوار احمد رحمانی اور نظامت مولانا عبدالمجید اسحاق قاسمی نے کی، پروگرام میں ائمہ مساجد وذمہ داران مساجد کے ساتھ ساتھ شہر کے معزز علمائے کرام ودانشوران نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی، خاص طور سے مولانا مکرم الحسینی، مفتی داؤد، مفتی عین الحق امینی، مفتی محمد خالد حسین، مولانا محمد جرجیس اکرم قاسمی وغیرہ موجود تھے۔

تعلیم اصلاح معاشرہ کی بنیاد ہے: مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب ناظم اور ہفت روزہ نقیب کے مدیر، کاروان ادب اور اردو میڈیا فورم کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اپنے بیان میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قران کریم کی پہلی آیت علم پر نازل فرمائی اس کا مطلب ہے کہ سماج میں جتنی برائیاں ہیں انہیں دور کرنے میں کلیدی کردار تعلیم کا ہے وہ یہاں میکھوا ضلع مشرقی چمپارن میں سیرت النبی واصلاح معاشرہ کانفرنس سے خطاب فرما رہے تھے، مفتی صاحب نے امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب نور اللہ مرقدہ کے حوالہ سے یہ بات بتائی کہ اس دور میں اگر ہمارے بچے نہیں پڑھ پار ہے ہیں تو یہ بے کسی و بے بسی کا معاملہ نہیں؛ بلکہ بے حسی کا ہے، انہوں نے کہا کہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے غربت وافلاس آج مانع نہیں ہے دل میں سچی لگن ہو تو راستے خود بخود ہموار ہوتے چلے جاتے ہیں، انہوں نے میزائل مین اے پی جے عبدالکلام کے تعلیمی دور کا واقعہ نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے کس کس طرح دشوار گذار گھاٹی سے گذر کر اپنے آپ کو دنیا کے سامنے متعارف کرایا، انہوں نے یہ بھی فرمایا توجہ کوالٹی اور معیار پر دیجیے اسلیے کہ اگر اندر میں صلاحیت اور کوالیٹی بھری پڑی ہوگی تو دنیا ماننے پر مجبور ہوگی، آج ہم صرف رونا روتے ہیں کہ ہمیں تعلیمی میدان اور سرکاری ملازمتوں میں حق نہیں ملتا، کہاں سے ملے؟ جب ہماری کامیابی کا تناسب آئی ایس آئی پی اس میں ساڑھے چھ فیصد سے آگے نہیں بڑھ سکا، بی، پی ایس سی کا اساتذہ بحالی امتحان ہوا اس میں ہماری اردو، فارسی اور عربی کی بہت ساری سیٹیں خالی رہ گئیں؛ بلکہ المیہ یہ رہا کہ عربی اور فارسی میں صرف انگلیوں پر گننے لائق امیدوار ہی کامیاب ہو پائے، مفتی صاحب نے میکھوا کے لوگوں کو تعلیمی میدان میں کام کرنے پر توجہ دینے کے لئے درخواست کی، جلسہ سے مولانا محمد نظر الہدی قاسمی، مفتی جنید عالم ندوی، مولانا رشید الوحیدی، مولانا عبداللہ سالم چترویدی، مفتی محفوظ الرحمان سیوان نے بھی خطاب کیا، اس جلسہ میں چھ نعت خواں اور سات علماء کرام موجود تھے، دیر رات گئے جلسہ کا اختتام دعا پر ہوا۔

خوف خدا سے نیکیاں پروان چڑھتی ہیں: مولانا رضوان احمد ندوی

جب کوئی شخص کسی مصیبت و پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو پہلے وہ خود اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے، اگر وہاں کامیابی نہیں ملتی ہے تو پھر بندوں سے مدد مانگتا ہے اور جب اس سے بھی کام نہیں چلتا تو پھر اپنے پروردگار کی طرف حمد وثنا کے ساتھ رجوع کرتا ہے، مصیبت میں گرفتار شخص کا یہ طرز عمل اس کی عبودیت و بندگی کے منافی ہے، پہلے وہ خدا کی طرف متوجہ ہو، پھر اس کے اسباب کو تلاش کرے، کیونکہ انابت اور رجوع الی اللہ سے ایمان ویقین میں توانائی آتی ہے، پھر خوف خدا سے نیکیاں پروان چڑھتی ہیں، قطب زماں سلطان الاولیاء سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے شکستہ دل والوں کی تسکین کے لئے یہ نسخہ کیمیا ارشاد فرمایا، یہ باتیں مولانا رضوان احمد ندوی صاحب سب ایڈیٹر ہفتہ وار نقیب نے غوث اعظم کی اصلاحی وتجدیدی کوششوں پر منعقد اجتماع سے کہیں، یہ اجتماع ۳/نومبر ۲۰۲۳ء کو پھلواری شریف کے محلّہ نیا ٹولہ جامع مسجد کے سامنے احاطہ میں ہوا، جس میں سیکڑوں عاشقان غوث اعظم نے شرکت کی، مولانا ندوی نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کی شخصیت، کردار وعمل اور ان کے علمی واصلاحی کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سیدنا غوث اعظم پیدائشی ولی تھے اور مستجاب الدعوات مصلح تھے، ان کے روحانی وعرفانی کمالات سے ہزاروں لوگ فیضیاب ہوئے، ضرورت متقاضی ہے کہ ان کے پیغامات وتعلیمات سے دل کی کھیتی کو سرسبز وشاداب کیا جائے، کیونکہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ علم چھلکا ہے اور عمل مغز ہے، چھلکے کی حفاظت اس لئے کی جاتی ہے کہ مغز محفوظ رہے اور مغز کی حفاظت اس لئے کی جاتی ہے کہ اس سے تیل نکالا جائے اور یہی کامیاب زندگی کی علامت ہے، مولانا ندوی نے حضرت شیخ کے متعدد کشف وکرامات کا بھی تذکرہ کیا، تاہم ان کے نصائح اور پیغامات وتعلیمات پر عمل کرنے کی ترغیب دی، اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبداللہ انس قاسمی دارالقضاء امارت شرعیہ نے فرمایا کہ اولیاء اور بزرگان دین سے محبت کرنے سے روحانی ترقی ملتی ہے، کیونکہ وہ اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوتے ہیں، مولانا قاری محمد غفران صاحب امام وخطیب جامع مسجد نیا ٹولہ اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے علماء وبزرگان دین نے بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی، اجتماع کے منتظم جناب محمد یوسف عرف مدن صاحب ٹینٹ والے نے مندوبین کرام کا شکریہ ادا کیا اور اجتماع کے کامیاب انعقاد پر علماء کرام کا شکریہ ادا کیا، آخر میں یہ مجلس دیر رات دعاء پر اختتام پذیر ہوئی۔

اپنی اولاد کو علم دین کے ساتھ اعلی عصری تعلیم دینا ضروری: احمد حسین قاسمی مدنی

پیرپینتی بھاگل پور اور ضلع گڈا کیمبر ما بلاک کی مسلم آبادیوں میں ارکان وفد امارت شرعیہ کا دعوتی و اصلاحی اجلاس میں عوام سے خطاب

تمام جن وبشر کا خالق ومالک ایک ہے، سب کو اسی ذات یکتا نے عدم سے وجود بخشا ہے، ہماری رگوں میں دوڑنے والا خون یکساں ہے، بارش، ہوا، پانی اور دیگر ضروریات زندگی اسی قادر مطلق کی مرہون منت ہے، اسی خالق بلاشریک کو کوئی اللہ، کوئی ایشور، کوئی گوڈ اور کوئی پرماتما کہتا ہے، اس کے نام کے مختلف ہونے کی وجہ دراصل دنیا میں زبان کا مختلف ہونا ہے، اسلام اس دھرتی کا سب سے پرانا مذہب ہے، جس کی بنیاد توحید پر ہے، ہر ذی روح کو ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے، اور اپنے اچھے برے اعمال کا حساب وکتاب دینا ہے۔ اللہ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ وہی سارے انسانوں کا آخری نبی ہے، مسلمانوں پر جس طرح سے نماز، روزے، حج وغیرہ فرض ہیں اسی طرح مسلمانوں پر اپنے اعمال کے ذریعے نبوی اخلاق برادران وطن کے سامنے پیش کرنا بھی ضروری ہےتا کہ ہم اپنا دعوتی کردار اور اسلامی فریضہ ادا کرسکیں، علماء امارت شرعیہ اسلامی تعلیمات اور انسانیت کے پیغام کو عام کرنے اور تعلیمی بیداری کیلئے آپ کے گاؤں میں حاضر ہوئے ہیں، اپنے بچوں کو علوم نبوی کے ساتھ اعلی عصری تعلیم سے بھی آراستہ کیجئے یہ تمام والدین کی سب سے پہلی ذمہ داری ہے۔ مذکورہ باتیں حضرت مولانا احمد حسین صاحب قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے بھاگل پور کے مادھے پور کہلگاؤں کے ہندو مسلم سماج پر مشتمل ایک بڑے مشترک مجمع عام سے اپنے کلیدی خطاب کے دوران کہیں، جب کہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے معاون قاضی شریعت حضرت مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنے پرمغز خطاب میں کہا کہ امارت شرعیہ کی خدمات ایک صدی پر محیط ہے۔ امارت شرعیہ بلاتفریق مذہب وملت انسانیت کی بنیاد پر خدمات انجام دیتی ہے۔ ہمارے اکابر نے دین وایمان کے ساتھ مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی ہے۔ جس وقت برصغیر میں اسلامی کشتی ہچکولے کھا رہی تھی، امارت شرعیہ نے اسے سنبھالا تھا اور آج تک اپنے فریضے سے کبھی پیچھے نہیں رہی، ہر موقع پر امارت شرعیہ انسانیت اور قوم وملت کے کام آتی ہے۔ امارت شرعیہ نے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے یہاں مکاتب کا نظام قائم کیا وہیں دنیاوی علوم کے حصول کے لئے اسکول وکالج بھی قائم کئے، بیواؤں اور یتیموں کے لئے وظیفہ جاری کیا، ریلیف کا مضبوط نظام بنایا شرعی اور سماجی معاملات کے حل کے لیے حکومت سے مذاکرات کی راہیں نکالیں، مگر یہ خدمات عام لوگوں کو ترغیب دینے کے لیے نمونے کے طور پر امارت شرعیہ انجام دیتی ہے اور ایمرجنسی کی صورتحال میں اس کی انسانی خدمات ہوتی ہیں، اسی طرح مفتی سراج الدین صاحب مظاہری قاضیٔ شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ شمسیہ گورگاواں گڈا جھارکھنڈ نے کہا کہ قومیں تعلیم سے ترقی کرتیں ہیں، دینی تعلیم ہر موڑ پر انسانوں کو سرخروئی بخشتی ہے۔ دنیاوی تعلیم حاصل کیجئے اور خوب حاصل کیجئے، عصری علوم میں مہارت اور بلند مناصب ہماری تاریخ کا حصہ رہے ہیں، یاد رہے اسلام ہر نفع بخش علم کے حصول کا حکم دیتا ہے، عائلی مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے مفتی نعمت اللہ عباس قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ سلیمانیہ سنہولہ ہاٹ بھاگل پور نے کہا کہ تین طلاق دینا سخت گناہ ہے مگر واقع ہوجاتی ہے۔ اللہ نہ کرے ایسا ہو کہ میاں بیوی کی محبت نفرت میں تبدیل ہوجائے، آپسی معاملات غیظ وغضب کی شکل اختیار کرلے تو جلد بازی مت کیجئے، دارالقضاء امارت شرعیہ کا رخ کیجئے، وہاں قرآن وحدیث کی روشنی میں آسان اور جلد انصاف ملے گا امارت شرعیہ کا دارالقضاء کوئی سرکاری عدالت نہیں ہے؛ بلکہ اس کی حیثیت عوامی اور سماجی پنچایت کی سی ہے جہاں مسلم فریقین باہمی رضامندی سے اپنے معاملات حل کراتے ہیں۔ نیز والدین کے ترکہ میں بیٹا بیٹی دونوں کا حصہ ہے بیٹی کو جائداد سے حق نہ دینا اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے، مولانا مزمل حسین قاسمی اور مولانا سرفراز عالم مظاہری صاحبان نے لوگوں کو اتحاد واتفاق کی تلقین کی اور سارے پروگرام کو منظم ومرتب کیا اور جلسے کی نظامت کے فرائض انجام دیے۔ باشندگان کہلگاؤں، پیرپینتی اور مہرما نے علماء امارت شرعیہ کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس اصلاحی دورے کو پورے خطے کے لیے فال نیک بتایا، واضح رہے کہ مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ہدایت پر ۲۸/اکتوبر سے حلقہ کہلگاؤں ضلع بھاگلپور میں اصلاحی وفد کا آغاز ہوا اور 4 نومبر تک یہ سلسلہ اس خطے کے مختلف بلاک کی مسلم آبادیوں میں جاری رہے گا، اب تک جن مسلم آبادیوں میں دعوتی واصلاحی اجلاس عام ہوئے ہیں ان میں قاضی پورہ، کہلگاؤں، بیربنا، اک ڈارا، کاسڑی، بھدریہ، سلیم پور، اٹھنیہ مادھے پور، رحمت نگر، بقیہ کٹیہار، کج بنا، شاہی مسجد پیرپینتی، سندرپور، بینا چک، چندا اور دیون چک کے نام قابل ذکر ہیں، ماشاءاللہ ہر پروگرام میں وہاں کی مسلم آبادیاں بڑی تعداد میں شریک اجلاس ہوکر پروگرام کو کامیاب بنا رہی ہیں۔ جناب مولانا شمس پرویز مظاہری صدر تنظیم کہلگاؤں کے علاوہ علاقائی علمائے کرام، ائمہ مساجد اور دانشوران کی رہنمائی میں پروگرام بحسن وخوبی انجام پا رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

کئی اہم معاملات عدلیہ کی توجہ کے طالب ہیں

آکار پٹیل

ہندوستان میں پارلیمنٹ کی نئی عمارت کا افتتاح ہو چکا ہے مگر پرانے قوانین اب بھی جاری و ساری ہیں۔ اس کی ایک وجہ ہے کہ سپریم کورٹ حکومت کے بعض اقدامات کے بارے میں یہ فیصلہ کرنے سے قاصر ہے کہ وہ قانونی اور آئینی ہیں یا نہیں۔ جس طرح شخصی آزادی سے متعلق مقدمات اور معاملات کی سماعت اور ضروری فیصلہ عدالت کی بنیادی ذمہ داری ہے اُسی طرح اتنے ہی اہم دیگر معاملات بھی عدالت کی ترجیحات کا حصہ ہونا چاہئے۔ عدلیہ کی سست روی خاص طور پر تب دکھائی دیتی ہے جب کسی معاملے پر حکومت بالخصوص وزیراعظم کا اصرار زیادہ ہو۔ کئی برسوں سے افراد اور تنظیمیں عدلیہ سے درخواست کررہی ہیں کہ وہ مودی حکومت کے بنائے ہوئے چند قوانین کی آئینی حیثیت پر غور و خوض کریں اور جو مقدمات عدالت میں داخل کئے گئے ہیں اُن کی سماعت کریں لیکن ان درخواستوں کو اب تک تو قابل اعتناء نہیں سمجھا گیا ہے۔

حالیہ دنوں میں عدالت نے چند ایشوز کی سماعت شروع کی ہے مگر کوئی بھی اشیو یا معاملہ اب تک فیصل نہیں ہو سکا ہے۔ ایسے ہی تین معاملات وہ ہیں جن کا تعلق (1) دفعہ 370 (2) انتخابی بونڈ اور (3) شہریت ترمیمی ایکٹ سے ہے۔ یہ بتانا ضروری نہیں کہ وزیراعظم ان تین معاملات پر کیوں بہت زیادہ اصرار کررہے ہیں مگر شاید ان معاملات کی تھوڑی بہت وضاحت ضروری ہے۔ ان میں خاص طور پر انتخابی بونڈ کا تعلق ہندوستانی جمہوریت سے ہے چنانچہ یہ مسئلہ جس چیز کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے وہ ملک کی جمہوریت ہے۔ اس کے ذریعہ سیاسی جماعتوں کو جو رقومات مل رہی ہیں وہ غیر ظاہر شدہ ذرائع سے مل رہی ہیں۔ دلچسپ بات یہ کہ انتخابی بونڈ کی مخالفت ریزرو بینک نے بھی کی تھی اور انتخابی کمیشن نے بھی مگر مودی حکومت نے اُن کے موقف کی ذرا بھی پروا نہیں کی۔ بونڈ کیلئے انگریزی میں جو لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے وہ ہے بیئرر انسٹرومنٹ یعنی ایسی دستاویز جس پر نقدی فوراً مل جائے۔ اسے نقدی بھی کہا جاسکتا ہے۔ بونڈ کوئی بھی خرید سکتا ہے، کسی کو ٹرانسفر کرسکتا ہے، فروخت کرسکتا ہے۔ کہنے کا مطلب اس میں شفافیت بالکل نہیں ہے۔ سب سے زیادہ قیمت کا جو بونڈ ہے وہ ایک کروڑ روپے کا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک کروڑ روپے کا انتخابی بونڈ ایک عام آدمی تو نہیں خریدتا۔ پھر کون خریدتا ہے؟ خریدنے کا معنی ہے اُتنا پیسہ کسی سیاسی جماعت کو عطیہ کرنا۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ انتخابی بونڈ سے جس پارٹی کو سب سے زیادہ عطیات موصول ہوئے وہ بھارتیہ جنتا پارٹی ہے۔ مَیں بتا چکا ہوں کہ آر بی آئی انتخابی بونڈ جاری کئے جانے پر رضامند نہیں تھا۔ سپریم کورٹ کیلئے ضروری تھا کہ وہ اس معاملے پر ترجیحی بنیادوں پر سماعت کرتی مگر گزشتہ چھ سال میں ایسا نہیں ہوا۔

دوسرا مسئلہ کشمیر کا ہے۔ جنوبی ایشیاء کا یہ واحد حصہ ہے جہاں جون 2018ء سے عوام کی منتخب کی ہوئی حکومت نہیں ہے۔ دفعہ 370 کو بے اثر کردیا گیا اور ایک جھٹکے میں کیا گیا مگر کیا یہ آئینی طور پر درست اقدام تھا؟ قانونی علم و فہم کے حامل افراد کا کہنا ہے کہ یہ اقدام آئینی نہیں تھا۔ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ قومی طور پر اہم موضوع ہے جس کا براہ راست تعلق ہماری جمہوریت سے ہے۔ قارئین جانتے ہیں کہ وزیراعظم مودی نے دفعہ 370 کے بے اثر کئے جانے کے معاملے کو غیر معمولی اہمیت دی۔ اس پر شنوائی ضروری تھی جو بلا تاخیر ہونی چاہئے تھی مگر نہیں ہوئی۔ یہی حال شہریت ترمیمی قانون کا ہے۔ اس کے ذریعہ تین پڑوسی ملکوں (افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان) کے پناہ گزینوں کو موقع نہیں دیا گیا بلکہ سری لنکا، چین اور برما کے پناہ گزینوں کو موقع دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ یہ تخصیص کیوں؟ اگر پڑوسی ملکوں کی بات ہے تو تمام پڑوسی ملکوں کیلئے قانون ہونا چاہئے تھا مگر ایسا ہوا۔ کیوں ہوا اس کا جواب قانون کے مندرجات میں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وزیرداخلہ نے ہمیں بتایا کہ شہریت ترمیمی قانون کو نیشنل رجسٹر آف سٹیزنس (این آر سی) کے تناظر میں سمجھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلا قانون (شہریت ترمیمی قانون) اُنہیں حاشئے پر لادے گا اور دوسرا قانون اُن کیلئے اُن کے بال و پر باندھ دینے کے مترادف ہوگا۔ 2019ء اور 2020ء میں اس کے خلاف جو مظاہرے ہوئے اُن کی وجہ سے حکومت نے اسے مؤخر کردیا اور نافذ نہیں کیا حالانکہ اسے منظور کئے ہوئے چار سال ہو چکے ہیں۔ ضروری تھا کہ عدلیہ اس کی قانونی حیثیت سے بحث کرکے فیصلہ سناتا مگر یہ معاملہ ہنوز معلق ہے اور زیر سماعت نہیں آسکا ہے۔

کئی ایسے معاملات بھی ہوئے ہیں جن میں عدلیہ نے فعالیت کا ثبوت دیا مگر جو اُمید کی جارہی تھی ویسا فیصلہ نہیں سنایا۔ مثال کے طور پر شہریوں کی غیر قانونی جاسوسی۔ عدلیہ نے اسے قابل اعتراض نہیں گردانا۔ پیگاسس کے معاملے پر اب بھی عدلیہ کا رُخ غیر واضح ہے۔ توقع تھی کہ عدالت حکومت سے بہ اصرار کہے گی کہ وہ افیڈوٹ داخل کرکے یہ بتائے کہ وہ پیگاسس سافٹ ویئر کا استعمال کررہی تھی یا نہیں مگر عدالت نے ایسا کوئی افیڈوٹ داخل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اس موضوع پر پچھلے سال ایک خبر شائع ہوئی تھی جس کی سرخی ہی کافی ہے پورے نفس مضمون کو سمجھنے کیلئے۔ لکھا تھا: ''ثبوت نہیں، حکومت نے تعاون نہیں کیا: پیگاسس پر سپریم کورٹ کے پینل کا بیان''۔

ہمیں یہ کہتے ہوئے اچھا نہیں لگتا مگر یہ حقیقت ہے کہ کئی برسوں سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ عدالت نے ایسے کئی کیسیز کی سماعت نہیں کی جن کے بارے میں یہ تاثر عام تھا کہ حکومت اس میں عدالتی مداخلت کو پسند نہیں کرے گی۔ حالیہ دنوں میں اس نے بنچ کی تشکیل شروع کی ہے مگر یہ کافی تاخیر سے ہورہا ہے۔ ہم عدلیہ سے بہت اچھی اُمیدیں وابستہ رکھتے ہیں کہ ملک کے عوام میں عدلیہ کا احترام بھی ہے اور عدلیہ کی بالادستی کو دل سے قبول کرنے کا جذبہ بھی مگر ہمیں یہ دیکھ کر افسوس بھی ہوتا ہے کہ عدلیہ کو جن مقدمات کو ترجیحی بنیادوں پر سماعت کیلئے قبول کرنا چاہئے تھا اُن پر تاخیر در تاخیر ہورہی ہے۔ اس کی وجہ سے اب تک کافی نقصان ہو چکا ہے۔ بالخصوص انتخابی بونڈ جیسے معاملات میں تو غیر معمولی تاخیر ہو چکی ہے۔! (ماخوذ: انقلاب ۲۳/اکتوبر 2023)

بقیہ: اپنے آپ کو باکردار ....

کردار کی بلندی کے لئے دوسری کوشش یہ ہے کہ انسان اپنی بری عادات کو ترک کردے اور یہ کوئی مشکل عمل نہیں، آپ اپنے طور پر یہ کوشش کرتے رہیں کہ بری عادتوں کو چھوڑ کر اچھی اور پسندیدہ عادات کو اپنائیں، اس کی ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ اگر آپ کسی سے کوئی وعدہ کریں تو اسے ممکن طور پر نبھائیں، کسی کو ملاقات کا وقت دیں تو ملاقات کے لئے آنے والے کو مایوس نہ لوٹائیں، غور و فکر اور مستقل مزاجی بھی پسندیدہ عادات ہیں اور ہر انسان ان کا عادی بن سکتا ہے، اپنی روزمرہ زندگی کا ہر کام سنجیدگی سے غور کرنے کے بعد انجام دیں اور اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ جو کام بھی آپ کرتے ہیں یا کریں گے اس سے دوسرے لوگ بھی باخبر ہوں گے اور اس خیال کے تحت ہم اپنی بری اور ناپسندیدہ عادات سے پیچھا چھڑا سکتے ہیں اور اس کے بجائے ایسا کردار تعمیر کرسکتے ہیں جو کسی نیک اور اچھے انسان کے شایان شان ہوتا ہے۔

اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی انسان کے اچھے یا برے کردار کو ناپنے کے لئے ناموافق حالات ایک کسوٹی کا درجہ رکھتے ہیں، اگر کسی انسان کا کردار بلند ہو تو وہ ہر قسم کے حالات (خواہ وہ موافق ہوں یا ناموافق) کا مقابلہ ڈٹ کر کرتے ہوئے ہمیشہ اپنا سر بلند ہی رکھتا ہے، کسی کام میں ناکام رہتے ہوئے بھی وہ اپنی شکست تسلیم نہیں کرتا، خواہ اسے پرخار راہوں پر چلنا پڑے یا بحر ظلمات عبور کرنا ہو، وہ اپنا حوصلہ بلند ہی رکھتا ہے اور مایوسی نام کی کسی چیز کو اپنے گرد بھی بھٹکنے نہیں دیتا، اسے راہ میں کیسی ہی مشکلات پیش آئیں، ٹھوکریں کھانی پڑیں یا کوئی اور مصیبت برداشت کرنا پڑے، وہ اپنی لگن اور مستقل مزاجی کی وجہ سے اپنے منزل مقصود پہنچ کر دم لیتا ہے، ایسا انسان وقتی کامیابیوں پر کبھی بھی آپے سے باہر نہیں ہوتا اور نہ ہی چھچھورے پن کا اظہار کرتا ہے، وہ برابر ہنستا مسکراتا ہوا اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہتا ہے، ایسے ہی لوگ جہاں اپنی بہتری چاہتے ہیں وہاں دوسروں کی بھلائی کا خیال رکھتے ہیں، ان کے ذہنوں میں ہر دم ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کا جذبہ مچلتا رہتا ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کامیاب زندگی کی بنیاد کردار پر منحصر ہے، لیکن جب تک انسان کے سامنے کوئی منزل یا مقصد نہ ہو، وہ کامیاب زندگی نہیں گزار سکتا، اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس میں قابلیت بھی ہے، حوصلہ بھی ہے، لیکن منزل اور مقصد کا فقدان ہے، وہ اپنے حوصلہ اور قابلیت کے بل بوتے پر اپنی بازی جیت لیتا ہے، مگر جلد ہی وہ اسے ہار جاتا ہے، کیونکہ اس کی منزل نہ تھی اور اپنی جیت پر قائم رہنے کی صلاحیت نہ تھی، یہ بات تو درست ہے کہ اس میں بازی جیتنے کی تمام خوبیاں اور صلاحیتیں موجود تھیں، لیکن اس کے پاس کردار نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ وہ ایک کامیاب انسان نہیں بن سکا، جس کا کردار نہیں وہ کامیاب تو بن سکتا ہے لیکن بہت جلد اسے ناموافق حالات سے مقابلہ کرتے ہوئے شکست کا منہ دیکھنا پڑتا ہے، اسے ہم دوسرے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ موٹر کا انجن ہے، جو چل تو رہا ہے، لیکن کسی موٹر میں لگا ہوا نہیں، بلکہ گیراج میں یا کسی ورکشاپ میں بے کار چل رہا ہے، اس کے چلتے رہنے سے نہ تو اس کے مالک کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کو یعنی وہ بلا مقصد چلتے رہنے میں پٹرول ضائع کررہا ہے۔

آپ خود بھی یہ تجربہ کرسکتے ہیں کہ پہلے اپنے آپ کو ایک باکردار انسان بنائیں اور اس کے بعد اپنی منزل مقصود کو متعین کریں، اب آپ خلوص دل اور پوری لگن کے ساتھ اپنی منزل مقصود کے حصول کے لئے جدوجہد میں منہمک ہوجائیں، جب آپ اپنے یقین اور عمل کے ہتھیار لیکر منزل کی جانب قدم بڑھائیں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی منزل آپ سے دور رہے۔

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

نظم

فلسطین کی حالتِ زار اور اہلِ عرب کی بے غیرتی پر مشتمل کلام

لہو میں اہلِ غزہ ہیں لت پت مگر کوئی بھی جھکا نہیں ہے
ہیں غرق عیاشیوں میں اہلِ عرب، ذرا بھی حیا نہیں ہے

حرم کی بے حرمتی کی ہمت بتاؤ کس حق سے تم نے کی ہے
ہر اک مسلمان کا حرم ہے کسی کے بھی باپ کا نہیں ہے

سجا کے بے پردگی کی محفل حرم میں حد پار کر گئے تم
تمہارے دل میں خدا پہ ایمان کیا ذرا بھی بچا نہیں ہے

فلک فلسطینیوں پہ روئے، زمین ماتم کناں ہے ان پر
مگر ابھی تک تمہاری آنکھوں سے اشک بالکل بہا نہیں ہے

خدا نے قرآن میں کہا ہے کہ سب مسلماں ہیں بھائی بھائی
جو رب فلسطینیوں کا ہے کیا وہی تمہارا خدا نہیں ہے

یہ ظلم کی ابتدا ہے آگے ابھی بہت کچھ ہے ظلم باقی
کہ اصل میں ہے حرم نشانے پہ تم کو یہ سب پتا نہیں ہے

تمہارے ہاتھوں میں سلطنت ہے تمہیں خدا نے ہے بخشی قوت
ہمارے بس میں تو سوئے قسمت سے ماسوائے دعا نہیں ہے

[illegible]

Scanned with CamScanner

باقی رہنے والے اعمال

مولانا مفتی محمد عفان منصورپوری

مسلمان کی نگاہ میں دنیا کی زندگی حقیقی زندگی نہ ہونی چاہیے، بلکہ آخرت کی زندگی کو حقیقی دائمی اور ابدی زندگی تصور کرنا چاہیے، یہی سکھایا ہے قرآن نے اور یہی تعلیم دی ہے آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اسی لئے کہا گیا ہے (دنیا کو تو آخرت کے لئے کھیتی سمجھو) یہاں پر بوائی اور سینچائی ہو رہی ہے، بیج ڈالے جا رہے ہیں اور پودے لگائے جا رہے ہیں، اس کے بعد پھلوں کو حاصل کرنے اور اچھے نتائج کا مشاہدہ کرنے کا زمانہ، حقیقت میں وہ ہوگا جو اس دنیا سے جانے کے بعد میسر ہوگا، جس مسلمان نے آخرت کی زندگی کو پیش نظر رکھ کر دنیا کی زندگی گذاری تو اللہ تعالی دنیا میں بھی اس کو عزت ورفعت وکامیابی عطا فرمائیں گے اور آخرت میں تو اس کے لیے کامیابی ہی کامیابی ہے، اس سلسلے میں بہت سے ایسے اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں، جن کا ثواب انسان کو برابر حاصل ہوتا رہتا ہے، چاہے وہ اس دنیا سے رخصت بھی ہو جائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سات کام ایسے ہیں کہ انسان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی اس کو اجر وثواب دیا جاتا رہے گا (۱) تعمیر مسجد (یعنی جس آدمی نے اللہ کے گھر کی تعمیر کی یا مسجد کی تعمیر میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لیا تو اس کو اس وقت تک ثواب دیا جاتا رہے گا جب تک اللہ کا ایک بندہ بھی اس کو آباد رکھے گا) جب تک نماز مسجد میں پڑھی جاتی رہے گی اس کے لیے نیکی کا دروازہ برابر کھلا رہے گا، صدیاں گزر جائیں گی، مسجدوں کو بنے ہوئے، کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے خون پسینے کی کمائی کا کچھ حصہ اللہ کے گھر کی تعمیر میں لگ گیا، یہ ایسا بیلنس ہے کہ جس میں کبھی کمی نہیں آئے گی؛ بلکہ اللہ کی طرف سے کتنا اضافہ اور بڑھوتری ہوگی ہم سوچ بھی نہیں سکتے، اللہ جتنا چاہتے ہیں، اجر وثواب میں اضافہ فرماتے ہیں، اس لیے خیر کے کاموں میں جب بھی حصہ لینے کا موقع ملے، خوش دلی کے ساتھ سعادت سمجھتے ہوئے دل کھول کر حصہ لینا چاہیے، شیطان اس طرح کے موقع پر روکنے کی کوشش کرتا ہے، مال کی محبت میں مبتلا ہو کر انسان اپنی جیب کو ہلکا نہیں کرنا چاہتا، یہ امتحان اور آزمائش کا مقام ہوتا ہے، ایسے موقع پر انسان مال کی محبت کو دل سے کھرچ کر اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ کی راہ میں لگائے گا، تو باری تعالی توقع سے کہیں زیادہ اس کو نوازیں گے، اس کو اتنا انعام دیں گے اور ایسی برکت عطا فرمائیں گے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ (۲) نہر کی کھدائی یعنی جو آدمی نہر کی کھدائی کرائے گا، یا نہر کی کھدائی میں حصہ دار بنے گا تو اللہ کی طرف سے اس کو برابر اجر وثواب ملتا رہے گا جب تک اس نہر میں پانی چلتا رہے گا اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے، پیاس بجھاتے رہیں گے کھیتیوں کو اس سے سیراب کیا جاتا رہے گا، چرند وپرند جانور اور دیگر مخلوق اس سے پیاس بجھاتی رہیں گی۔ (۳) قرآن پاک کی طباعت جو آدمی قرآن کریم لکھے گا، یا قرآن کریم چھپوائے گا، جب تک اس کے پڑھنے والے موجود رہیں گے، برابر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی، یہ انعام صرف قرآن کریم ہی کے سلسلے میں نہیں، بلکہ کوئی بھی دینی کتاب، جس میں قرآن کریم کے معانی ومفاہیم کو، دین کے عقائد ومسائل کو لکھا گیا ہو، یا چھاپا گیا ہو، اگر کسی خوش نصیب انسان کے مال کا کوئی حصہ نیکی کے اس کام میں لگ جائے گا تو جب تک اس کتاب سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے گا، اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں بڑھتی چلی جائیں گی۔ (۴) پانی کا چشمہ جاری کرنا یعنی جو شخص زمین سے پانی کا ایسا چشمہ جاری کرے گا جس سے فائدہ اُٹھایا جا رہا ہو، تو جب تک وہ چشمہ باقی رہے گا، اسے ثواب ملتا رہے گا، پانی انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت ہے، اس کی تکمیل کے لئے جو کوششیں بھی کی جائیں گی وہ انسانیت اور مخلوق خدا کی خدمت کی وجہ سے اللہ پاک کی نگاہ میں بڑے اجر وثواب کی حامل ہوں گی، جن علاقوں میں پانی کی قلت ہے، وہاں سمر سیبل (پانی نکالنے کا پمپ) لگا دینا یا کسی اور ذریعہ سے پانی کا انتظام کر دینا ایسا کار ثواب اور باقی رہنے والا عمل ہے، جو انسان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی اس کو نفع پہنچاتا رہے گا۔ (۵) درخت لگانا جو آدمی کوئی پودا یا درخت لگائے گا، اس درخت پر کوئی پھول یا پھل آئے گا، تو جب تک لوگ اس درخت سے یا اس کے پھل و پھول سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے، یہاں تک کہ پرندے بھی اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں، شہد کی مکھی بھی اس کے رس کو چوس کر شہد بناتی رہے گی اللہ اس پودا لگانے والے خوش نصیب انسان کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھواتے رہیں گے، ایک مرتبہ اللہ کی رضا کے لیے قدم اٹھالیا تو پھر صدیوں تک اس کا فائدہ وصول کرتے رہنا ہے۔ (۶) تعلیم وتعلم جو آدمی کسی کو دین کی کوئی بات بتائے گا، قرآن کی کوئی آیت سکھلائے گا، شریعت کا کوئی مسئلہ بتائے گا کسی دینی راہ کی رہنمائی کر دے گا، نماز کی دعوت دے دے گا، برائی سے رکنے کی نصیحت کر دے گا، تو جب تک آپ کی نصیحت سے دین پر عمل کرنے والے لوگ زندہ رہیں گے۔ آپ کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی، زبان کو ہلکی سی حرکت دینی ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو لوگوں تک پہنچانا ہے، ہدایت دینا نہ دینا یہ اللہ کے اختیار میں ہے، انسان کے بس کی بات نہیں ہے، ہم نے اگر دوسروں تک دین کی بات کسی بھی طریقہ سے پہنچادی، اگر ان میں سے ایک بھی عمل کرنے والا مل گیا تو یہی ہماری نجات کا باعث بن جائے گا، ان شاء اللہ (۷) اولاد صالحہ جو انسان اپنے بعد ایسی اولاد چھوڑ کر جائے جو مرحوم کے لئے مغفرت اور طلب رحمت کی دعا کرنے والی ہو۔ یعنی جب اولاد نیک ہوگی اور باپ نے اس کو قرآن اور دین کا علم سکھایا ہوگا تو والد کو برابر اس کا اجر ملتا رہے گا اور بیٹے کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور اگر باپ اولاد کو قرآن پاک سکھانے کے بجائے فسق وفجور کے راستہ پر چلائے گا تو اس کا وبال بھی باپ پر ہوگا، اولاد کے بوجھ میں کمی کئے بغیر۔ (الدر المنضد: ۱/۶۰۴) اس جملے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اور قیامت تک آنے والے انسانوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا کہ تم اپنے بچوں اور اپنے گھر والوں کو ایسی تربیت دے کر جاؤ کہ وہ تمہارے مرنے کے بعد بھی تمہارے کام آئیں، کم سے کم اللہ کا کلام پڑھنے کا سلیقہ تو ان کو سکھا دو، نماز کی عادت تو ان کو ڈلوا دو، دین کا مزاج تو ان کا بنا دو، اس کا اتنا فائدہ ضرور ہوگا کہ وہ مرنے کے بعد تمہیں فراموش نہیں کریں گے، مسجد میں جائیں گے، دعا کریں گے، قرآن کی تلاوت کریں گے تو ہر حرف پر دس نیکیاں ملیں گی تو اللہ ان نیکیوں کی وجہ سے تمہارے نامہ اعمال میں بھی حسنات کا اضافہ فرمائیں گے، لیکن یہ اسی وقت ہوگا، جب ہم اپنی اولاد کی اس انداز میں تربیت کر کے جائیں اور جب ہم اپنی اولاد کی تربیت کریں گے تو ہماری اولاد اپنی اولاد کی تربیت کرے گی، اس طرح یہ مزاج نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا چلا جائے گا اور نسلوں کی صالحیت کی وجہ سے اللہ تعالی مرحومین کے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ فرماتے رہیں گے، اس لیے ہر مسلمان کو دنیا سے زیادہ اپنی آخرت کی فکر رکھنی چاہیے، دنیا کی فکر بھی ہو، دنیا میں عافیت وسکون حاصل کرنے کے لیے جتن بھی ہو، لیکن صرف دنیا ہی دنیا پیش نظر ہو، آخرت کی کامیابی کی فکر نہ ہو تو مسلم وغیر مسلم میں کیا فرق رہ جائے گا، ایک ایمان والے اور غیر ایمان والے میں کیا فرق رہ جائے گا؟ غیروں کے لیے جو کچھ ہے وہ یہی دنیا اور مؤمن کے لیے سب کچھ دنیا نہیں ہے؛ بلکہ دنیا کے بعد کا عالم ہے، وہ عالم ایسا ہے جو ابدی ہے دائمی ہے، اس میں کامیابی کی فکر جب تک مسلمان کے اندر نہیں ہوگی اس وقت وہ سچا مسلمان کہے جانے کے لائق نہیں۔ خلاصہ یہ جو سات چیزیں بیان کی گئی ہیں، ان میں سب سے بنیادی چیز یں یہ ہے کہ ہمیں اپنی نسلوں کی دینی تربیت کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ اگر بچوں کی صحیح تربیت ہمارے گھر کے اندر ہوگئی اور اس تربیت کے انداز میں بچوں کو ہم نے پروان چڑھا دیا تو بقیہ جو چھ چیزیں ہیں، وہ دین کی محبت کے نتیجہ میں تمہیں خود بہ خود جگہ حاصل کرلیں گی کیونکہ اصل ہے مزاج کا دینی واسلامی بننا، جب تک دینی مزاج نہیں ہوگا، اس وقت تک دین کے کاموں کی عظمت دل کے اندر نہیں ہوگی، عظمت کے پیدا ہونے کے لیے مزاج کو دینی بنانا ضروری ہے، جب مزاج دینی ہوگا، جذبات اسلامی ہوں گے تو خود بہ خود دین کے تقاضوں پر انسان عمل کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو جو بے شمار انعامات عطا فرمائے ہیں اُن میں ایک عظیم الشان نعمت اولاد کی بھی ہے، اور اولاد ہی کے ذمہ والدین کے حقوق نہیں ہیں؛ بلکہ والدین کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں، جیسے اولاد کی ذمہ داری اپنے ماں باپ کے حق کو ادا کرنے کی ہے، ایسے ہی ماں باپ کی ذمہ داری اپنی اولاد کے حقوق کو بھی ادا کرنے کی ہے اور باپ کے ذمہ اولاد کے کیا حقوق ہیں، ان میں سب سے اہم ادب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ''یک ماں اور باپ سب سے بہترین تحفہ جو اپنی اولاد کو دے سکتے ہیں وہ بہترین اسلامی آداب سے واقف کرانا ہے'' اس سے اچھا تحفہ والدین کی طرف سے اولاد کے لیے دوسرا کچھ نہیں ہوگا، چاہے اولاد کے لیے والدین کچھ بھی کر دیں لیکن اگر ان کو اسلامی آداب نہیں سکھایا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اولاد کا حق ادا نہیں کیا اور اگر انہوں نے اولاد کو اسلامی آداب سے واقف کرا دیا تو چاہے کچھ اور انہوں نے نہ دیا ہو، تو اللہ کی نگاہ میں وہ حق ادا کرنے والے شمار کیے جائیں گے۔ ط

میزبانی انتہائی صبر وتحمل کا عمل ہے

مولانا نسیم اختر شاہ قیصر

اسلام صرف چند تعلیمات اور احکامات کا مجموعہ نہیں جس نے چند چیزوں کو لے لیا ہو اور چند چیزوں کو چھوڑ دیا ہو۔ انسانی فطرت اور ضرورت کا کون سا ایسا پہلو ہے جسے وہ نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا ہو۔ بلکہ اس نے ہر طرح اس کا اہتمام کیا ہے کہ کوئی گوشہ ادھورا نہ رہے اور کہیں تشنگی کا احساس نہ پیدا ہو۔ وہ چھوٹی سے چھوٹی اور ابتداء میں معمولی سی معمولی نظر آنے والی بات کو بھی سامنے رکھتا ہے اور صحیح پوچھیں تو اس کی ہر قدم پر یہ کوشش ہے کہ انسان بحیثیت انسان عظمتوں اور رفعتوں کا حامل نظر آئے اور اس کی ذات سے کوئی ایسی چیز منسوب نہ ہو جو اسے اس کے منصب سے دور کر دے یا اسے اس کے شرف سے الگ تھلگ کر دے۔ یہی سبب ہے کہ جن باتوں کی جانب ہماری نظر نہیں جاتی ان کو بھی اسلام نے اپنی تعلیمات کا حصہ بنایا ہے

ہمارے معاشرے میں کچھ چیزیں وہ ہیں جو رسمی حیثیت اختیار کر گئی ہیں جس میں عامل بغیر سوچے سمجھے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور اس کردار کی بھی ان کے یہاں خود ساختہ حدود ہیں۔ اسلام خود ساختہ حدود کو پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھتا، اس کے یہاں وہی چیز مطلوب ہے جو خدا اور اس کے رسول کے یہاں متعین کی گئی ہے اور حدود سے باہر قدم نکالنا ہی تمرد کہلاتا ہے۔ اس کو سرکشی کا نام دیا گیا ہے اور یہ بغاوت بھی کہلاتی ہے۔ اسلام تو اس کا ہی سبق دیتا ہے کہ جب آپس میں ملو تو خندہ پیشانی اور خندہ روئی کے ساتھ ملو۔ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ ایک دوسرے کے کام آؤ۔ اگر کسی کے ساتھ خوشی کے مواقع پر کھڑے ہوئے ہو تو غم کے مواقع پر بھی آپ کا ساتھ نہ چھوٹے۔ مسرت کے لمحات میں جب آپ کسی کے شریک ہیں تو مصیبت اور غم کے وقت میں بھی آپ سہارا بنیں۔ جب آپ کی ضرورت ہو آپ اپنے عزیز کی طرف اپنے رشتہ دار کی طرف، اپنے ہمسائے اور پڑوسی کی جانب، اپنے ہم مذہب کی سمت قدم بڑھاؤ اور انسانیت کے ناطے ان لوگوں کے بھی کام آؤ جنہیں آپ کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اس اعتبار سے سب کا خیال رکھنا آپ کی دینی اور انسانی ذمہ داری ہے۔ ہم ایک دوسرے کے یہاں جاتے ہیں، ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، اپنی بستی میں بھی اور اپنی بستی سے باہر دوسرے شہروں میں بھی کسی کے یہاں ہمارا قیام تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے، کبھی زیادہ دیر کے لئے کبھی دن بھر کے لئے کبھی کچھ دن کے لئے، بحیثیت مہمان ہم پہنچتے ہیں، جب ہمارے یہاں کوئی مہمان آئے تو ہم پر کچھ باتیں لازم کی گئی ہیں اور اس کی طرف احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نشان دہی کی گئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام اور عزت کرے۔ اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قرابت داروں سے حسن سلوک کرے۔ (بقیہ صفحہ: ۱۳ پر)

Scanned with CamScanner

آسام میں مسلم ذات شماری کا مطلب؟

پروفیسر مشتاق احمد

بہار میں ذات پرمبنی شماری رپورٹ کے شائع ہوتے ہی ایک طرف ملک کی مختلف ریاستوں میں ذات پرمبنی شماری کا مطالبہ زور پکڑنے لگا ہے تو دوسری طرف قومی سطح پر بھی حزب اختلاف کی پارٹیاں حکمراں جماعت سے ملک میں ذات پرمبنی شماری کرانے کا مطالبہ کررہی ہے۔ایسے میں آسام کے وزیراعلیٰ ہیمنت بسواشرما نے ریاست میں پانچ مسلم برادری کی شماری کا اعلان کرکے سبھوں کو حیرت زدہ کردیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حالیہ دنوں میں ہیمنت بسواشرما آسام کے مسلمانوں کے تئیں اپنے ذہنی تعصبات کا برملا اظہار کرتے رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز بیانات بھی دیتے رہے ہیں۔حال ہی میں انہوں نے ایک متنازع بیان دیا تھا کہ آسام میں سبزیوں کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے اس کی واحد وجہ مسلم سبزی فروش ہیں۔انہوں نے مسلم سبزی فروشوں کو اکثریتی طبقے کے علاقوں میں داخل نہ ہونے دینے کی بھی وکالت کی تھی۔ان کے اس بیان کو لے کر قومی سطح پر فکرمندی ظاہر کی گئی تھی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے اندر بھی اس بیان کو لے کر الگ الگ نظریہ سامنے آیا تھا۔واضح ہو کہ وزیراعلیٰ ہیمنت بسواشرما بھارتیہ جنتا پارٹی میں شامل ہونے سے پہلے کانگریس کے لیڈر رہتے اور اس وقت ان کی زبان پر کبھی بھی مسلمانوں کے خلاف زہرافشانی کے الفاظ نہیں آئے لیکن وہ جیسے ہی بھارتیہ جنتا پارٹی میں شامل ہوئے اور انہیں وزیراعلیٰ کی کرسی نصیب ہوئی اس کے بعد وہ مسلسل مسلم دشمنی کا مظاہرہ کرتے رہے۔دراصل آسام میں 2011ء کی مردم شماری کے مطابق تقریباً 35فیصد مسلمان ہیں۔اعدادوشمار کے مطابق 1.06 کروڑ مسلمان ہیں لیکن اب اگر مردم شماری کی جائے تو ایک قیاس کے مطابق 1.04 کروڑ مسلمانوں کی آبادی ہے اس لئے وزیراعلیٰ مسلمانوں کے خلاف فضا بنا کر شدت پسند ہندوؤں کو متحد کرنا چاہتے ہیں لیکن اب اچانک انہوں نے صرف اور صرف مسلم برادریوں کی شماری کا اعلان کرکے شاید وہ یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی ذات شماری کرنے کے بعد وہ ان کے لئے فلاحی اسکیموں کا آغاز کریں گے۔ظاہر ہے کہ حکمراں جماعت بالخصوص ہمارے وزیراعظم نریندرمودی پسماندہ مسلمانوں کی ترقی کی وکالت کررہے ہیں ایسے میں اگر ہیمنت بسواشرما نے آسام میں مسلم برادری کی شماری کا اعلان کیا ہے تو کہیں نہ کہیں بھارتیہ جنتا پارٹی کی مرکزی قیادت کی منظوری بھی شامل ہوگی۔

بہرکیف! وزیراعلیٰ نے آسام کے پانچ پسماندہ اور درج فہرست مسلم ذاتوں کی سماجی اور معاشی حالت کی تفصیلی رپورٹ تیار کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔ریاستی حکومت کا موقف ہے کہ اس رپورٹ کی بنیاد پر ریاست میں پانچ مسلم برادریوں کی سماجی اور اقتصادی صورتحال کی صحیح تصویر سامنے آئے گی اور اس کی بنیاد پر ان کے لئے سرکاری اسکیمیں بنائی جائیں گی۔واضح ہو کہ آسام میں گوریا، موریا، دیسی، سید اور انصاری برادری مختلف حصوں میں رہتے ہیں اور ان میں اکثریت خطِ افلاس سے نیچے کی زندگی بسر کرتے ہیں۔چونکہ آسام میں ان مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ تعصبانہ رویہ اپنایا جاتا رہا اور انہیں طرح طرح کے مسائل میں الجھائے رکھا گیا جس کی وجہ سے ان کی سماجی اور معاشی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔فرقہ وارانہ فسادات اور غیرملکی ہونے کے مبینہ الزامات کے ساتھ ساتھ شناختی کارڈ کے مسئلوں میں آسامی مسلمانوں کو کبھی بھی معاشی طور پر کھڑا ہونے نہیں دیا جب کہ سچائی یہ ہے کہ جموں کشمیر کے بعد آسام میں سب سے زیادہ مسلم آبادی ہے۔آسام میں اسلام سب سے بڑا دوسرا مذہب ہے۔ریاست کے گیارہ ضلعوں میں 52 سے 99 فیصد تک مسلم آبادی ہے اور آٹھ ضلعوں میں بھی ان کی آبادی سیاسی فیصلوں کو متاثر کرنے والی ہے۔جن گیارہ اضلاع میں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان میں جنوبی سالمارا (99 فیصد)، دھبری (82 فیصد)، بارپیٹا (75 فیصد)، درنگ (66 فیصد)، ہلاکادی (62 فیصد)، گوال پارا (60 فیصد)، کریم گنج (59 فیصد) نوگاؤں (57 فیصد)، ہوجائی (55 فیصد)، موری گاؤں (54 فیصد) اور بونگائی گاؤں (52 فیصد) ہیں۔اسی طرح کامروپ میں (41 فیصد)، کچھار (39 فیصد)، نلواڑی (37 فیصد)، کوکرا جھاڑ (30 فیصد)، چرانگ (24 فیصد)، لکھیم پور (20 فیصد)، سونت پور (19 فیصد) اور اُدال گوری (13 فیصد) مسلم آبادی ہے۔آسام کی کل آبادی 3.50 کروڑ ہے اور ان میں 1.40 مسلمانوں کی تعداد سیاسی نظریے سے غیرمعمولی اہمیت کی حامل ہے۔اس لئے اب وزیراعلیٰ ہیمنت بسواشرما کی کوشش ہے کہ وہاں کی مسلم آبادیوں کو ذات برادری کے خانوں میں تقسیم کیا جائے کیونکہ اب تک آسام میں سبھی برادری کے مسلمانوں کے مسائل چونکہ ایک جیسے رہے ہیں کہ وہ سب اکثریت طبقے کے شدت پسندوں کے نشانے پر رہے ہیں۔اس لئے وہ متحد ہوکر سیاست میں اپنی حصہ داری کا مطالبہ بھی کرتے رہے ہیں اور وہاں کی سیاست کو متاثر بھی کرتے رہے ہیں۔اگرچہ یہ تلخ حقیقت ہے کہ حالیہ دہائی میں وہاں سنگھ پریوار کی کوششوں سے مسلم ووٹوں میں بھی انتشار ہوا ہے اور جس کا خاطرخواہ فائدہ بھارتیہ جنتا پارٹی کو ملا ہے۔آسام میں مولانا بدرالدین اجمل کی سیاسی جماعت اپنی ایک الگ شناخت بنانے میں کامیاب رہیں ہیں مگر گزشتہ اسمبلی انتخاب میں ان کی جماعت کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وزیراعلیٰ کا یہ نیا سیاسی شوشہ مسلمانوں کے مفاد میں ہے یا پھر سیاست کی شطرنجی چال کا ایک مہرہ ہے کیونکہ اب تک وزیراعلیٰ کا آسام کے مسلمانوں کے تئیں جو نظریہ رہا ہے وہ انتہاپسندانہ رہا ہے اور ان کے اشتعال انگیز بیانات نے ریاست میں نفرت کی فضا کو پروان چڑھایا ہے اس لئے یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ وہ واقعی مسلمانوں کے معاشرتی اور اقتصادی صورتحال سے واقف ہوکر ان کے لئے سرکاری فلاحی اسکیموں کا آغاز کریں گے یا پھر مسلمانوں کی برادریوں کی شماری کے بعد ان کے اتحاد کے شیرازوں کو بکھیرنے کا کام کریں گے۔اس لئے آسام میں مسلمانوں کی تنظیموں کو اس ذات پرمبنی اور معاشرتی واقتصادی شماری کے تئیں ہوشیار رہنا چاہئے اور جمہوری تقاضوں کی روشنی میں بیداری مہم شروع کرنی چاہئے تاکہ سرکاری اعدادوشمار کی صحیح تصویر سامنے آسکے اور اس کا مسلمانوں کو خاطرخواہ فائدہ مل سکے۔آسام میں مسلمانوں کے جو دیرینہ مسائل ہیں اس کا واحد حل آسامی مسلمانوں کا متحد ہوکر خواہ کسی بھی سیاسی جماعت کی حکومت ہو اس پر اثرانداز ہونے کی قوت برقرار رکھنی ہوگی۔

موجودہ حالات میں مسلمانوں کی ذمہ داری

محمد ضیاء الرحیم مجددی

ہندوستان کے مسلمان آج جن مسائل سے دوچار ہیں اور انہیں جن حالات اور چیلنجوں کا سامنا ہے موٹے طور پر انہیں ہم دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ پہلے حصہ میں وہ مسائل ہیں جن کا تعلق حکومت کے قوانین، عدالت کے فیصلوں اور انتظامیہ کے اقدامات یا اس کی طرف سے لیے جانے والے ایکشن سے ہے۔ملک میں فسطائی طاقتوں کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں اور میڈیا کی طرف سے مچائے جانے والے واویلا کو بھی ہم اسی زمرے میں رکھ سکتے ہیں، دوسرے حصہ میں وہ حالات یا مسائل ہیں جن میں نہ تو حکومت ملوث ہے اور نہ ہی عدالت کے کسی قانون کا کوئی دخل ہے۔ان مسائل کا تعلق براہ راست مسلمانوں سے ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی بے دینی ان مسائل کے پیدا ہونے کا بنیادی سبب ہے۔یہ مسائل معاشی بھی ہیں اور معاشرتی بھی، دینی بھی ہیں اور اخلاقی بھی۔دراصل ان کی ذمہ داری خود مسلمانوں پر ہے۔دینی مسائل میں مسلمانوں اور خاص کر نوجوان طبقہ کی اسلامی تعلیمات سے دوری سب سے اہم ہے۔نمازوں سے غفلت، روزہ کی پابندی نہ کرنا، زکوۃ کی ادائیگی کا عدم اہتمام وغیرہ وہ امور ہیں جو بدقسمتی سے مسلم معاشرے میں بہ کثرت موجود ہیں۔معاشرتی مسائل میں جہیز کے نام پر لین دین کی غیراسلامی رسم سب سے اہم ہے۔کتنی لڑکیاں ہیں جو اس کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں اور بے شمار ہیں جو اب تک جہیز کا نظم نہ ہونے کی بنا پر اپنے گھروں پر بیٹھی ہیں۔ایسی کئی مسلم برادریاں ہیں جن کے یہاں لین دین کو عملاً ایک معاشرتی قانون کا درجہ حاصل ہے، جہاں جہیز کے بغیر لڑکی کی شادی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح شادی کے موقع پر دیگر رسومات کی انجام دہی پر بیجا روپے کا اسراف عام ہے۔اخلاقی مسائل میں نوجوانوں میں محرمات کا ارتکاب، شراب نوشی کی کثرت، جوا و قمار کی عادت ایک وبا کی طرح پھیل چکی ہے۔نیز بعض مواقع پر اجتماعی طور پر روپیہ جمع کرکے وہ امور انجام دیے جاتے ہیں جن کا اسلام سے، اسلامی تعلیمات سے اور اسلام کی اصل روح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔تعزیہ داری میں بے دریغ روپیہ کا اسراف اس کی اہم مثال ہے۔اس پر طرفہ یہ کہ اس کو خالص دینی عمل تصور کیا جاتا ہے، نیز اس میں جن محرمات کا ارتکاب کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ان سب نے ایک نئے اسلام کو جنم دیا ہے جس کو ہم ہندوستانی اسلام کہہ سکتے ہیں لیکن مدنی اسلام ہرگز نہیں۔

اگر ہم واقعتاً مسلمانوں کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے مخلص ہیں تو سب سے پہلے ان مسائل کا حل کرنا ہوگا جن کا حل ہماری دسترس میں ہے اور جو بنیادی طور پر مسلم معاشرے کی دین سے دوری اور اسلامی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے مسائل حل کرنے کے لیے ایک منظم تحریک چلانی ہوگی۔اصلاح معاشرہ کا ایک باقاعدہ پروگرام ترتیب دینا ہوگا، دین سے متعلق بیداری پیدا کرنے میں علماء جو رول ادا کرسکتے ہیں وہ کوئی دوسرا طبقہ نہیں کرسکتا۔لہذا بنیادی طور پر علماء کو اس مرحلہ میں اپنا کلیدی و تاریخی رول ادا کرنا ہوگا۔اس مرحلہ میں مدارس اسلامیہ بھی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں، اس لیے اس ملک میں جو خدمات انجام دی گئی ہیں، وہ ایک تاریخی حقیقت ہیں۔

اصلاح معاشرہ کے پہلے مرحلہ میں لوگوں کی ذہن سازی پر زور دیا جانا چاہیے، اگر ہم اس مرحلہ میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور معاشرے سے غیرشرعی وغیراسلامی رسوم و رواج ختم کرنے کے لیے کمربستہ ہوجاتے ہیں اور واقعتاً مسلم معاشرے میں اس کا اثر صاف محسوس کیا جاسکتا ہے تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے دیگر بڑے مسائل بھی ان شاء اللہ حل ہوجائیں گے کیونکہ یہ صرف اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی غرض سے ہوگا اور رضائے الٰہی کے لیے ہوگا اور صحیح راستہ پر چلنے والوں اور غلط راہ کو ترک کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ یوں بے یار و مددگار نہیں چھوڑ سکتا اور پھر جب نصرتِ الٰہی حاصل ہوگی تو نہ کسی حکومت کی مجال ہے کہ وہ اسلامی کارواں کے آگے آئے اور نہ کسی طاغوتی طاقت کی یہ ہمت ہوگی کہ وہ اسلام کی راہ کا پتھر بنے۔

حافظ وقاری کی ضرورت

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے شعبۂ تحفیظ القرآن کے لئے جو مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے احاطہ میں چلتا ہے ایک ایسے حافظ وقاری کی ضرورت ہے جو تحفیظ القرآن کے طلبہ کو عمدگی اور صحت کے ساتھ قرآن کریم حفظ کرانے کی صلاحیت رکھتے ہوں پنج وقتہ نمازوں کی امامت اور رمضان المبارک میں امارت شرعیہ میں تراویح میں قرآن کریم سنا سکتے ہوں۔

خواہش مند حضرات اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست مع متعلقہ اسناد ۳۰؍نومبر ۲۰۲۳ء تک ناظم مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے نام ارسال کرسکتے ہیں۔ بحالی انٹرویو کے ذریعہ ہوگی اور تنخواہ امارت شرعیہ کے مقررہ اسکیل کے مطابق دی جائے گی۔

محمد شبلی القاسمی

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ

پھلواری شریف، پٹنہ

Scanned with CamScanner

بہار میں اردو صحافت

علیم اللہ حالیؔ

صحافت انسانی تہذیب و ثقافت کے ارتقا اور بالیدگی کی صورت حال میں اجتماعی زندگی کے دوسرے اہم شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ غیر ترقی یافتہ اور پسماندہ سماج میں صحافت کے چراغ سے صحیح طور پر روشنی نہیں حاصل کی جاسکتی، لیکن جیسے جیسے معاشرہ مہذب ہوتا جاتا ہے اور سیاسی، تہذیبی، عقلی اور سائنسی اعتبار سے زندگی کے عوامل پیچیدہ ہوتے جاتے ہیں اسی قدر صحافت بھی اہمیت اختیار کرتی جاتی ہے۔ اس تجزیہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صحافت معاشرے کی پیچیدگیوں کی صورت میں زیادہ کارگر ہوتی ہے چنانچہ پریس کی آزادی کا مطالبہ ہو یا اس کے حدود کے تعین کا مسئلہ، پیداوار کے عوامل ہوں، سرمایہ اور محنت کی کشاکش ہو یا سیاسی نظریات کا باہمی تصادم، ان تمام موقعوں پر صحافت کی اہمیت واضح ہونے لگتی ہے۔

اردو پریس کی تاریخ سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس کی ابتدا ایک ایسے عبوری دور میں ہوئی جب ہندوستان سیاسی اعتبار سے اتھل پتھل کا شکار تھا۔ برطانوی اقتدار اور اس کے جبر و استبداد نے ہندوستانی عوام و خواص سے اوسط درجے کی مطمئن زندگی گزارنے کے مواقع بھی چھین لئے تھے۔ اس انتشار میں ہندوستانیوں کی وہ اجتماعی نفسیات بھی کام کر رہی تھی، جس میں مسلمانوں کے اقتدار سے تدریجی محرومی کے واقعات اہمیت رکھتے ہیں۔ اقتدار کی بازیافت کی کوششوں میں غیر ملکی حکومت کی خشمگیں نگاہیں خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی طرف اٹھ رہی تھیں اور یہی طبقہ برطانوی عتاب کا سیدھا نشانہ بنا ہوا تھا۔ مضبوط اور جابر برطانوی شکنجے سے مقابلہ آرائی، ہزیمت یافتہ مسلمان بادشاہ اور نوابین و جاگیردار حضرات کے بس کی بات نہیں تھی اس لئے جنگ کی نوعیت یوں بدل چکی تھی کہ اب اصل مدعا مسلمانوں کے اقتدار کی واپسی کی بجائے سرزمین ہند کو انگریزی اقتدار سے آزاد کرانے کا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ کام ہندو عوام کی اکثریت کی شمولیت کے بغیر ممکن ہی نہ تھا، چنانچہ جو مقابلہ کمپنی بہادر اور مسلمانوں کے درمیان تھا وہ اب وسیع تر ہو کر تمام ہندوستانیوں کی دلچسپی اور ضرورت بن گیا۔ ایسی صورت حال میں صحافت بھی ہمارے لئے ایک پر اثر حربہ بن گئی۔ یہ بات اگر چہ واضح ہے کہ پریس کا استعمال اول ہندوستان میں انگریزوں نے اپنے دفاع اور برطانوی اقتدار کے استحکام کے لئے کیا، لیکن ہندوستان میں آزادی اور انتشار کی ایسی ہوا چلی کہ برطانوی سامراج کا لایا ہوا کارگر خود اس کے خلاف استعمال ہونے لگا۔

اس طرح اردو صحافت کے مزاج میں بنیادی طور پر اختلاف، احتجاج اور نفرت و بیزاری کے عناصر آج بھی کسی نہ کسی حد تک قائم ہیں۔ اردو اخبارات کے مزاج اور ان کی مقبولیت کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس زبان میں وہی اخبارات زیادہ مقبول رہے جو حزب مخالف کا رول ادا کرتے رہے اور اقتدار کے خلاف آواز اٹھاتے رہے۔ ایسے اخبارات و جرائد کو قارئین کی اکثریت کی حمایت ملتی رہی، چنانچہ ایسے روزنامے ہفت روزہ اور پندرہ روزہ جریدے زیادہ دنوں تک شائع ہوتے رہے۔ اردو کی کامیاب صحافت احتجاج و اختلاف کے ساتھ آج بھی مشروط نظر آتی ہے۔

اردو صحافت کے مزاج و انداز کے اس بنیادی نکتے کے ساتھ یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اخبارات اور ان کے قارئین کا رشتہ بھی خاصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ تحریک آزادی سے بہت قبل قوم و ملت کے وقار کی بازیافت کی جدو جہد اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت و حمیت کی دہائی دے کر قوم و ملت میں اجتماعی طور پر احساس مسابقت پیدا کرنے اور اپنی ثقافت و تہذیب کے تحفظ کے لئے آواز بلند کرنے والے اخبارات اردو قارئین میں ہمیشہ زیادہ مقبول رہے اس کے مقابلے میں نئے حالات میں فکر و فن کی تبدیلی، روشن خیالی اور بدلتے ہوئے حالات میں مفاہمت جیسے پہلوؤں پر زور دینے والے صحافی اور اخبارات اردو لیڈر شپ میں ہمیشہ ایک کونے میں دبے سمٹے رہے۔ ریاست بہار میں اردو صحافت کے ابتدائی نقوش 1880ء کے آس پاس نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ نوائے عشق (1885ء مدیر: سید رحیم الدین) کے بعد تسلسل کے ساتھ بہار کے مختلف خطوں سے ہفت روزہ اور پندرہ روزہ اخبارات شائع ہونے لگے۔ اس کی طویل فہرست مختلف تحقیقی مقالات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

صحافت کا بنیادی فریضہ اگر ایک طرف اپنے عہد کے احوال و واقعات کی ترجمانی ہے تو دوسری طرف اسے اپنے قارئین کی ذہنی تربیت کا سامان بھی مہیا کرنا چاہئے۔ گویا صحافت قاری کے لئے ایک آئینہ خانہ بھی ہے اور ایک پارلر بھی۔ اخبار اپنے عہد کے سیاسی، سماجی، سائنسی اور تہذیبی حقائق کو پیش بھی کرتا ہے اور یہ معاشرہ کے مضر عناصر کے مقابل بہتر اقدار کا اشارہ نما بھی ہوتا ہے لیکن عموماً یہ ہوتا ہے کہ اخبار محض قارئین کے ذوق اور رسم و رواج کا ترجمان بن کر رہ جاتا ہے۔ صحافی معاشرے کی اصلاح کا پہلو فراموش کر جاتا ہے۔ فرائض اور ذمہ داریوں کے اعتبار سے اخبارات کی طرح ادبی رسائل و جرائد بھی معاشرے کی عکاسی کرتے اور اسے سنوارنے نکھارنے اور up to date کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اخبارات وقوعوں کی پیش کش اور ان پر اپنے تبصروں کی مدد سے اپنا کام انجام دیتے اور ادبی رسائل اپنے عہد کے تہذیبی آثار و احوال کو تخلیقات و نگارشات کے انتخاب کے ذریعہ سامنے لاکر، اپنا فرض پورا کرتے ہیں۔ ادبی رسائل کے مخاطب معاشرے کے اعلیٰ اذہان ہوتے ہیں جو علم کے ذریعہ اقدار حیات حاصل کر سکتے ہیں۔ اخبار کے قارئین عام افراد جو روزانہ کے واقعات سے زندگی گزارنے کا معتدل رویہ سیکھ سکتے ہیں۔

بہار سے شائع ہونے والے ادبی رسائل کی تعداد اب تک سینکڑوں میں پہنچ چکی ہے۔ بہت سے رسائل مثلاً نور مصطفیٰ (پٹنہ)، الاصلاح (ڈہری آن سون) الکلام (کھجوہ) الشرف (بہار شریف) الکوثر (سہسرام) افکار (پورنیہ) المجیب (پھلواری شریف) اور ہفتہ وار نقیب (پھلواری شریف) وغیرہ تو خالص مذہبی رسالے ہیں۔ خالص ادبی رسالوں کی تعداد بھی اتنی زیادہ ہے کہ آسانی سے تمام رسائل کی فہرست تیار نہیں کی جاسکتی تاہم جو رسائل ادبی حلقے میں اپنے وقتوں میں اپنی جگہ بنا چکے ہیں یا اب بھی شائع ہو رہے ہیں ان میں ندیم (گیا)، معاصر (پٹنہ)، مفاہیم (گیا) مریخ (پٹنہ) صبح نو (پٹنہ) ادبی نقوش (گیا)، افق (دربھنگہ)، اشارہ (پٹنہ)، جدید اسلوب (سہسرام)، اقدار (پٹنہ)، زیور (پٹنہ)، راوی (پٹنہ)، انتخاب (گیا)، رفتار نو (دربھنگہ)، ترسیل (گیا) نیز تہذیب (پٹنہ) وغیرہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

مندرجہ بالا ادبی رسائل اپنے عہد کا بہترین ادب پیش کرتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اداریوں اور مشتملات کے انتخاب سے ان رسالوں کے مدیروں کی صلاحیت اور ان کے نظریات کی عکاسی بھی ہوتی رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ادبی رسائل کی ادارت کی ذمہ داری وہی افراد پوری کر سکتے ہیں جو ادب کی سمت و رفتار سے واقف ہوں اور ہم عصر ادب کے خوب و زشت کا مکمل شعور رکھتے ہوں۔

مندرجہ بالا رسائل کے مختلف شماروں میں مدیر کے لکھے ہوئے اداریوں میں شعر و ادب اور زبان و بیان نیز حکومت کی لسانی پالیسیوں کے نہایت اہم نکات موجود ہیں۔ ان تحریروں سے قیمتی تہذیبی، ثقافتی اور علمی دستاویز تیار ہو سکتی ہے اور اندازہ ہو سکتا ہے کہ بہار دانشوری کے فروغ میں ان ادبی رسائل کی کتنی عظیم خدمات پہلے رہی ہیں۔

بقیہ: میزبانی انتہائی صبر و تحمل کا عمل

(صلہ رحمی کرے) اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے کو اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اس کے منہ سے بھلی ہی بات نکلے یا پھر وہ چپ رہے۔" (بخاری و مسلم) اس حدیث میں قرابت داروں سے حسن سلوک اور بھلی بات کہنے یا چپ رہنے کی تاکید کی گئی ہے اور ساتھ ساتھ مہمان کے اکرام اور عزت کا بھی حکم فرمایا گیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: "ابو شریح خویلد بن خزاعی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ مہمان کا اکرام کرے، جیسا اکرام کا حق ہے۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ اکرام کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن کی پر تکلف مہمان داری اور تین دن ماحضر کے ساتھ تواضع۔ اس سے زیادہ دنوں کی مہمان داری صدقہ ہے۔" (بخاری و مسلم) مہمان کے کھانے پینے کا خیال اور اس میں اہتمام کرنے کا حکم دیا گیا اور اس کے لئے ایک دن کی تحدید کر دی گئی اور تین دن ماحضر کے ساتھ تواضع کے لئے فرمایا گیا اور باقی دنوں کی مہمان داری کو صدقہ کہا گیا۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ "کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بھائی کے یہاں اتنا عرصہ مہمان رہے کہ اسے گناہ گار کر دے۔ صحابہ نے پوچھا کہ گناہگار کیسے کر دے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اتنی مدت تک ٹھہرا رہا کہ اب اس کے پاس کھلانے کو کچھ بھی نہ بچا۔

روایات سے جہاں اکرام ضیف کا پہلو سامنے آتا ہے وہیں مسلم کی یہ روایت بھی ہمیں یہ بتا رہی ہے کہ مہمان کو بھی اس کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ زیادہ دن مہمان بن کر صاحب خانہ پر بوجھ نہ ڈالے اور اس چیز کو قطعی نظر انداز نہ کرے کہ جس کے یہاں وہ مہمان ہے وہ تکلیف اور پریشانی کا شکار نہ ہو۔ آداب میزبانی نبھانے میں وہ خود مشقت میں نہ پڑ جائے نہیں معلوم کہ جس کے ہم مہمان بن رہے ہیں، اس کے احوال بھی ہیں یا نہیں۔ میزبانی کے فرائض ادا کرتے کرتے کہیں وہ خود مصیبت میں نہ پڑ جائے، یہ ہماری اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ایسے مہمان بن کر کسی گھر میں داخل نہ ہوں جہاں میزبان ہم سے عاجز آجائے اور اس کو یہ خیال نہ ستانے لگے کہ یہ مہمان پتہ نہیں کب جائے گا اور کب نہیں جائے گا۔ یہ مرحلہ آنے سے پہلے ہی رخصت ہو جانا چاہئے کیوں کہ میزبانی انتہائی صبر و تحمل کا عمل ہے اور صاحب خانہ آپ کی سہولت اور راحت کے لئے اپنے بہت سے معمولات ترک کرتا ہے، اپنے وقت کی قربانی دیتا ہے اور آپ کی خاطر اپنی راحت اور آرام کا ایثار کرتا ہے۔ اپنی حیثیت اور پوزیشن سے بڑھ کر آپ کے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور آرام پہنچانے کا بندوبست کرتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے مہمان کی بھرپور عزت کرے اور کوئی ایسا موقع نہ آنے دے جس سے مہمان بدگمان اور بدظن ہو۔ وہ بددل نہ ہو اور کوئی ناگواری کا احساس نہ پیدا ہو۔ جب میزبان کی یہ کوشش ہے تو مہمان کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ آداب مہمانی کو فراموش نہ کرے۔ نہ فرمائشوں کا ڈھیر لگائے اور نہ صاحب خانہ کی حیثیت سے بڑھ کر چیز یا طلب کرے۔ ان کے بھی آرام کرنے کے اوقات کا خیال رکھے۔ انہیں مشکل میں نہ ڈالے، بہت بار دیکھنے میں آیا ہے اور یہ آپ کا اپنا تجربہ بھی ہوگا کہ صاحب خانہ مہمان کی آمد کے منتظر ہیں اور مہمان گھومنے، پھرنے اور تفریح کرنے میں وقت لگا رہے ہیں۔ انتظار کرتے کرتے کھانا ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور مہمان کے نہ ہونے کی وجہ سے گھر کے سب افراد اس وقت تک بھوکے رہتے ہیں جب تک مہمان نہ آجائیں اور دستر خوان نہ بچھ جائے۔ یہ غلط روش ہے اور یہ بے حسی کی علامت ہے کہ آدمی اپنی راحت کے سامان تو چاہے اور دوسروں کی راحت کی جانب سے لاپرواہی اختیار کرے۔ اچھا مہمان وہ ہے جو اپنے میزبان کی پسند اور ناپسند کا بھی خیال رکھے اور ان اوقات میں اسے آزاد چھوڑ دے جو اس کے چند گھڑی آرام کرنے کے اوقات ہیں یا اس کے اپنے کاموں کے انجام دینے کا وقت ہے۔ اسلام تمام مذاہب میں اسی لئے سب سے اول اور اعلیٰ مذہب ہے کہ وہ کسی شخص کو بھی اس کی ہمت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔ اس کے یہاں عبادات ہوں یا معاملات سب جگہ اس نے توازن رکھا ہے اور جو توازن سے ہٹ کر چلنے کی کوشش کرتا ہے وہ خود بھی مبتلائے مصیبت ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی مشکلات میں ڈالتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اعــــلان مفقــود الخبــــری

معاملہ نمبر ۶۲/۱۳۳۴/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان)

شبنم پروین عرف سونی خاتون بنت محمد مختار انصاری، مقام نئی بازار نزد چھوٹی مسجد، ڈاکخانہ وبلاک چھپرہ، ضلع چھپرہ، سارن۔فریق اول

بنام

محمد آزاد ولد للّو جی (جراح) مقام نئی بازار نزد چھوٹی مسجد، ڈاکخانہ چھپرہ، بلاک چھپرہ صدر، ضلع چھپرہ، سارن۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی نے دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان میں آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲؍جمادی الآخر ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۸/۲۵۳/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دھرم پور، سمستی پور)

نسیمہ خاتون بنت محمد صمید، مقام رحیم پور ردولی نمبر ۴۲، ڈاکخانہ ہر پور ایلوتھ، ضلع سمستی پور۔۔فریق اول

بنام

محمد اختر ولد علی حسین، مقام بھوٹی دھارا نمبر ۴۰، ڈاکخانہ دھورلکھ، ضلع سمستی پور۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ جامعہ اسلامیہ تدریب القرآن عیدگاہ، دھرم پور، ضلع سمستی پور میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷؍نومبر ۲۰۲۳ء روز پیر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۷/۹۷۰/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بہار شریف، نالندہ)

تبسم پروین بنت محمد علاء الدین، مقام کہنہ سرائے، ڈاکخانہ وبلاک بہار شریف، ضلع نالندہ۔فریق اول

بنام

محمد شمس الدین ولد نظام الدین مرحوم، مقام سلطان گنج، ڈاکخانہ مہندرو، ضلع پٹنہ۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول تبسم پروین بنت محمد علاء الدین نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، جملہ حقوق زوجیت اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ بہار شریف، ضلع نالندہ میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷؍جمادی الاولی ۱۴۴۵ھ مطابق ۲؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز سنیچر کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۰/۳۰۰۸/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، ضلع مدھوبنی)

امینہ خاتون بنت محمد رئیس شافی، مقام مدھوبنی، پوسٹ رام نگر بدول، بلاک پوپری، ضلع سیتامڑھی

پتہ مراسلت: مقام اترولی، پوسٹ دھکجری، وایا وبلاک بینی پٹی، ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد علی ولد محمد ہاشم، مقام ۵۷۱/سیکٹر ۱۶/گوتم بدھا نگر-۲۰۱۳۰۱ اتر پردیش (یوپی)۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ''امینہ خاتون بنت محمد رئیس شافی'' نے آپ فریق دوم ''محمد علی ولد محمد ہاشم'' کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ''مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ'' مدھوبنی میں تقریباً ڈیڑھ سال سے غائب غیر مفقود الخبر ی ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضاء کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲؍جمادی الاخریٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز ''ہفتہ'' کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن دارالقضاء ''دملہ'' میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۳/۱۳۸۶/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان)

اکبری خاتون بنت جلال الدین، مقام وڈاکخانہ رفیع پور، بلاک حسن پورہ، ضلع سیوان۔۔فریق اول

بنام

محمد صاحب حسین ولد سراج الدین انصاری، مقام وڈاکخانہ بگورا، بلاک دروندہ، ضلع سیوان۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ''اکبری خاتون بنت جلال الدین'' نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولا پتہ ہونے، جملہ حقوق زوجیت اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳۰؍نومبر ۲۰۲۳ء مطابق ۱۵؍جمادی الاولی ۱۴۴۵ھ روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۲۴/۲۵۷۲۶/۱۴۴۵ھ

عشرت پروین بنت محمد ممتاز عالم، مقام وڈاکخانہ کٹھیسر، ضلع پٹنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد انصار عالم ولد محمد انعام الحق، مقام کریم پور کٹکا، ڈاکخانہ موری، ضلع پٹنہ۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً ۶؍۷؍مہینے سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت سے محرومی کی بناء پر مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴؍جمادی الاولی ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۹؍نومبر ۲۰۲۳ء روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۸/۲۸۰/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد، ضلع سوپول)

ربینہ پروین بنت محمد کلیم انصاری، مقام سکھوا وارڈ نمبر ۱، ڈاکخانہ سکھوا، بلاک پپرا بازار، ضلع سوپول۔فریق اول

بنام

محمد علی ولد محمد کلیم انصاری، مقام وڈاکخانہ اچلپور، بلاک راگھوپور، ضلع سوپول۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر ذیلی دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد، ضلع سوپول میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۳جمادی الاولی ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۸؍نومبر ۲۰۲۳ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط قاضی شریعت

ضرورت ہے

وفاق المدارس امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کو ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے، جو وفاق کے دفتری امور کی انجام دہی کے ساتھ ملحق مدارس کا تعلیمی جائزہ لے سکتے ہوں، اور کمپیوٹر سوشل میڈیا اور اس کے متعلقات سے پوری واقفیت رکھتے ہوں۔

خواہش مند حضرات اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست اسناد کی عکسی کاپی کے ساتھ ۳۰؍نومبر ۲۰۲۳ء تک دستی یا بذریعہ ڈاک وفاق المدارس امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے نام ارسال کرسکتے ہیں، بحالی انٹرویو کے بعد ہوگی۔

محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ
نائب ناظم امارت شرعیہ

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

ہم نہیں چاہتے کہ سپریم کورٹ تاریخ پہ تاریخ عدالت بنے: چیف جسٹس

چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ نے سپریم کورٹ میں سماعت ملتوی کرنے کی درخواست پر کہا ہم نہیں چاہتے کہ یہ عدالت تاریخ پہ تاریخ کی عدالت بنے انہوں نے وکلاء سے درخواست کی کہ سماعت صرف اس وقت ملتوی کی جائے جب یہ واقعی ضروری ہو۔ جسٹس چندر چوڑ نے سماعت کو بار بار ملتوی کرنے سے ملک کی سپریم کوٹ میں شہریوں کے اعتماد کی صورت حال بیان کرتے ہوئے کہا،''میں بار کے ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس وقت تک التوا کا مطالبہ نہ کریں جب تک کہ یہ واقعی ضروری نہ ہو''۔ یہ تاریخ پہ تاریخ عدالت نہیں ہوسکتی۔ اس سے ہماری عدالت میں شہریوں کا اعتماد کمزور ہوتا ہے۔ چیف جسٹس نے کہا کہ ستمبر اور اکتوبر 2023 کے دوران گزشتہ دو ماہ میں وکلاء کی جانب سے 3688 التوا مانگے گئے۔ انہوں نے ضرورت سے زیادہ التوا کے مطالبات پر کہا کہ اس سے معاملے کو داخل کرنے اور اسے درج کرنے کا مقصد ناکام ہوگیا۔ چیف جسٹس نے وکلا سے کہا کہ میری ایک درخواست ہے، آج 178 التوا کی درخواست کی پرچیاں ہیں، اور 3 ستمبر تک اوسطاً متفرق دن میں 154 التوا کی درخواستیں ہیں۔ اس کے برعکس ستمبر 2023 سے اب تک 2361 کیسیز کا ذکر جلد سماعت کی درخواست کی گئی ہے۔ روزانہ اوسطاً 59 کیسز کا ذکر کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف جہاں معاملات کو تیزی سے درج کیا جاتا ہے تو دوسری طرف ان کا ذکر کیا جاتا ہے اور پھر ملتوی کردیا جاتا ہے۔ (یواین آئی)

ٹرینوں میں مسافروں کے لئے سامان کا وزن مقرر

عام طور پر ٹرین سے سفر کرنا لوگوں کی پہلی پسند ہوتا ہے۔ ایک تو سفر آرام دہ ہوتا ہے، دوسرا ٹرین میں سفر کے دوران بہت زیادہ سامان اپنے ساتھ لے جانے کی آزادی ہے۔ پہلے ٹرین میں سفر کے دوران سامان کے وزن کے حوالے سے کوئی اصول نہیں تھا، لیکن اب ریلوے نے اپنے قوانین میں تبدیلی کی ہے۔ اب حد سے زیادہ سامان لے جانے پر جرمانہ ادا کرنا پڑسکتا ہے۔ ہوائی سفر کی طرح ریلوے نے بھی وزن طے کیا ہے۔ سفر کے دوران مسافر سے ایک مقررہ مقدار سے زیادہ سامان ملنے کی صورت میں ریلوے نے کچھ مارجن بھی مقرر کیا ہے لیکن اگر سامان اس سے زیادہ بھاری ہو تو بکنگ کی رقم سے چھ گنا جرمانے کا انتظام ہے۔ ڈویژنل ریلوے منیجر و نے سر یواستو نے مسافروں سے اپیل کی ہے کہ وہ زیادہ سامان لے کر سفر نہ کریں تاکہ دیگر مسافروں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ان کا سفر خوشگوار رہے۔ اگر زیادہ سامان پایا جائے تو ریلوے پروٹیکشن فورس اور گورنمنٹ ریلوے پولیس کارروائی کرسکتی ہے۔ ان میں جیل بھیجنے کا بھی انتظام ہے۔ کس کلاس میں کتنا سامان لے جانے کی اجازت ہے تو فرسٹ اے سی کلاس میں 70 کلو تک کا سامان مفت میں لے جانے کی اجازت ہے۔ سیکنڈ اے سی کلاس میں 50 کلو اور تھرڈ اے سی کلاس میں 40 کلو سامان مفت لے جاسکتے ہیں۔ سلیپر کلاس میں بھی 40 کلو تک کا سامان مفت لے جانے کا انتظام ہے۔ سامان بک کرنے اور لے جانے کی سہولت: اگر مسافر کے پاس بڑا اور بھاری سامان ہے تو اسے ٹکٹ دکھا کر پارسل کاؤنٹر پر بک کروانا ہوگا۔ اس کے بعد مسافر لگیج وین سے اپنا سامان لے جاسکتے ہیں۔ اس کے لیے ریلوے کی طرف سے طے شدہ ریٹ لگیج کاؤنٹر پر ادا کرنا ہوگا۔ اس سے سفر کے دوران مسائل سے بھی بچا جاسکتا ہے۔ (آئی این این)

ٹرین سے سفر کررہی خاتون نے بچے کو دیا جنم

ہاوڑہ سے کاٹھ گودام جانے والی باگھ ایکسپریس ٹرین کے جنرل کوچ میں سفر کرنے والی ایک خاتون نے ٹرین میں ہی بچے کو جنم دیا۔ متاثرہ خاتون گوڈیا کماری بتائی جاتی ہے جو نوادہ ضلع کے روہ تھانہ کے رہنے والے جوگندر کمار کی بیوی ہے۔ معلومات کے مطابق خاتون نوادہ سے گورکھپور جارہی تھی کہ چھپرہ جنکشن سے پہلے اسے درد ہونے لگا۔ جس کے بعد گھر والوں نے ٹول فری نمبر پر اس کی اطلاع دی۔ آر پی ایف اور ریلوے ڈاکٹر کی ٹیم نے موقع پر پہنچ کر اسے بوگی سے نیچے پلیٹ فارم پر لایا۔ تاہم ڈاکٹر کی ٹیم نے بتایا کہ خاتون اور بچہ دونوں محفوظ ہیں، موصولہ اطلاعات کے مطابق جیسے ہی درد کی شدت بڑھی تو اہل خانہ نے کنٹرول لائن کو اطلاع دی۔ لیکن ٹرین اسٹیشن پر پہنچنے کے بعد بھی ڈاکٹر کی ٹیم تقریبا آدھے گھنٹے تک خاتون تک نہیں پہنچی۔ جس کی وجہ سے اہل خانہ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ (نمائندہ)

دعاء مغفرت

مدرسہ نور الہدیٰ اسوتا مہگاواں ضلع گڈا جھارکھنڈ کے سابق صدر المدرسین و پرنسپل جناب مولانا الحاج ظفیر الدین صاحب فاضل شمسی کا 27/اکتوبر 2023ء کو جمعہ سے قبل انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یاد رہے کہ مرحوم جامعہ ابوالحسن علی ندوی اسوتا کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اکرام الحق ندوی اور جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڑھ کے استاد تفسیر وحدیث جناب مولانا محمد نسیم الدین صاحب ندوی کے والد محترم تھے۔ مولانا مرحوم کے تین اور صاحبزادگان مولانا محمد شمیم ندوی مولانا محمد مرشد ندوی اور مولوی محمد خورشید بھی جامعہ اسوتا میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جنازہ کی نماز عصر کی نماز کے بعد جامعۃ الامام ابی الحسن علی ندوی اسوتا میں ادا کی گئی، مولانا محمد ظفیر الدین صاحب شمسی ایک عالم باعمل اور خوش اخلاق وکردار انسان تھے، ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ مولانا کی ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہوئی اور مدرسہ شمسیہ گورگاواں سے تعلیم کی تکمیل کی اور مدرسہ نور الہدیٰ میں پہلے استاد اور پھر پرنسپل مقرر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور وارثین ومتعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، قارئین نقیب سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

طب وصحت

بلڈ پریشر کے اسباب اور اس کا علاج

عدم اطمینان، بے چینی، بے قراری کے اس دور میں فشار الدم ایک تکلیف دہ اور خوفناک مرض کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ ایک عام انسان خواہ مرد ہو یا عورت اسے ایک دھڑکا لگا رہتا ہے کہ اس کا بلڈ پریشر بڑھ نہ جائے، کسی آدمی کو فالج ہوتا ہے تو تشخیص یہ ہوتی ہے کہ مریض کا بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ گیا تھا، برین ہیمرج و شریان کے پھٹنے سے ناک کے ذریعہ اتنا خون آنا کہ موت واقع ہو جائے) کے حملہ سے جو لوگ موت سے بچ جاتے ہیں، ان کے مرض کا سبب یہی بلڈ پریشر بتایا جاتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اچھا بھلا صحت مند انسان جوں ہی کھانا کھاتا ہے تو فوراً ہی دوا بھی استعمال کرتا ہے پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ بلڈ پریشر کی دوا صبح وشام استعمال کی جارہی ہے۔

اسباب: اس مرض کے لئے یہ تعیین کرنا کہ اس کا سبب فلاں خوراک ہے، ممکن نہیں، مختلف مریضوں میں مختلف حالات میں اس مرض کا سبب مختلف ہوتا ہے، تاہم یہ بات طے شدہ ہے کہ انسان کی خوراک، اس کے معاشی سماجی حالات، گھریلو زندگی کے معاملات اس مرض میں معاون ہوتے ہیں، غصہ جس پر قابو پانے کے لئے رحمت عالمؐ نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو دشمن کو پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے عالم میں خود کو قابو رکھے! حالات اور ماحول کتنا ہی ناسازگار کیوں نہ ہو، انسان، صبر، عقل، بردباری کی صفات کو اپنائے تو اس مرض کے حملہ سے بچ جاتا ہے۔ دوسروں کو معاف کردینا اور خود کو دوسروں سے ادنیٰ تصور کرنا ہمارے مزاج کو نارمل رکھنے میں مددگار رہتا ہے۔ ایسے افراد جو اپنے کھانے پینے، سونے جاگنے اور عبادت کے اوقات میں توازن پیدا کرلیتے ہیں، وہ اس مرض سے محفوظ رہتے ہیں۔

موجودہ دور جس کو خوش خوراکی کا دور سمجھا جاتا ہے، اس میں مرغن، چٹ پٹے اور مصالحہ دار غذاؤں کا رواج عام ہے۔

موجودہ دور کا انسان مصروف ہے، گھر کا سادہ کھانا میسر نہیں، ہوٹلوں کے کھانے، برگر اور پیزہ (Pizza) جو حفظان صحت کے اصولوں کے بغیر تیار کئے جاتے ہیں، اس مرض کو بڑھانے میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، اعتدال سے خوراک انسان کے لئے مفید ہے، لیکن کسی بھی غذا کا بے جا استعمال اور سیر نہ کرنا، خصوصاً پیدل نہ چلنا، بھنے ہوئے مرغ، کباب، تلی ہوئی مچھلی، تیز مرچ، شادی بیاہ کے کھانوں میں غذا کو لطف اندوز بنانے کے لئے گرم مصالحہ کا استعمال، کھانے کے ساتھ سلاد یا دہی کے استعمال سے اجتناب بھی اس مرض کو پیدا کرتا ہے، قبض کو ام الامراض کہا جاتا ہے، میدہ کے نان، ڈبل روٹی، باقر خانی اور ایسی غذا کا استعمال اس کا سبب ہے۔ اگر صحت مند انسان کو اجابت یا فراغت ہو تو ایک حد تک ایسے امراض سے محفوظ رہتا ہے، کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے، یا کسی لیبارٹری سے کیمیاوی طور پر اس مرض کا سبب نہ بھی گردانا جائے تو یہ حقیقت ہے کہ انسان کی زندگی میں معاشی تنگدستی، گھریلو ناچاقی، بے روزگاری، بچوں کی تعلیم کے کمر توڑ اخراجات، مہنگائی اور ناقص غذائیں بھی اس مرض کو جنم دینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔

علامات: اکثر اوقات مریض کھانے کے بعد سر میں بوجھ، آنکھوں سے حرارت کا نکلنا، کندھوں پر بوجھ، بعض اوقات ہاتھ پاؤں اور چہرے پر جلن محسوس کرتا ہے۔ عام طور پر لوگ اسے ''گرمی'' سمجھ کر نظر انداز کردیتے ہیں، ابتدا میں اگر توجہ دی جائے تو مرض جلد ختم ہوجاتا ہے، ہمارے ہاں صحت کے بارے غفلت اور لاپرواہی عام ہے۔ یہ بھی المیہ ہے کہ فلاحی ریاستوں میں تیس سال کے بعد ہر شہری کا مکمل میڈیکل چیک اپ مقررہ مدت کے بعد ہوتا ہے، بلڈ پریشر، شوگر، کولیسٹرول کا بڑھنا، اور دیگر امراض کا شائبہ ہوتے ہی مریض کو احتیاط اور اگر ضروری ہو تو دوا سے صحت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے، ہمارے ہاں ''مفت علاج'' کے بلند بانگ دعوؤں کے برعکس سینکڑوں ہیلتھ سنٹر ہونے کے باوجود ایسی کوئی سہولت میسر نہیں اور عام آدمی بھی ایسی کسی ضرورت کو محسوس نہیں کرتا، بلڈ پریشر یا فشار الدم کی اقسام: عام حالات میں ہم بلڈ پریشر کی دو ہی اقسام کو آسانی سے بیان کرسکتے ہیں۔ (۱) بلڈ پریشر میں زیادتی (۲) بلڈ پریشر میں کمی، بلڈ پریشر کا بڑھنا خطرناک اور فوری توجہ چاہتا ہے، جبکہ بلڈ پریشر کا کم رہنا خطرناک تو نہیں، مگر تکلیف دہ ضروری ہے۔ مریض صبح اٹھنے کو بوجھ محسوس کرتا ہے، جسم میں شدید تھکاوٹ، نقاہت، کندھوں میں درد، پنڈلیوں میں درد، بغیر کوئی مشقت کے کام کرنے کے آرام وسکون کی تلاش، سردیوں میں شدید سردی محسوس کرنا، گرمی میں ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہونا، سردرد دونوں حالتوں میں ممکن ہے۔ جب بلڈ پریشر بڑھا ہوگا، سردرد میں سر پھٹتا محسوس ہوتا ہے، اگر کم پریشر ہو تو سر میں ٹھنڈک اور بوجھ اور نیند کا غلبہ ہوگا۔

علاج: کسی ہیجان غصہ، نفرت یا غذا کے غلط استعمال کی وجہ سے مرض کی کیفیت ہو اور مریض کو قے آجائے تو وقتی طور پر یہ مرض ختم ہوجاتا ہے، مریض کو جب عارضی طور پر مرض کی کیفیت معلوم ہو تو وقتی دوا کا سہارا جرم نہیں، لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی معالج دوا تجویز کرتا ہے تو یہ دوا اتنی دیر کھانی چاہیے جب تک معالج کہے! لیکن عوام میں یہ رویہ پایا جاتا ہے کہ ایک مریض کو دوا سے فائدہ ہوتا ہے تو دوسرا آدمی مشورہ کے بغیر وہ دوا نمونہ کے طور پر لے کر میڈیکل سٹور سے خریدتا اور دوا کو مسلسل بغیر ضرورت استعمال کرتا ہے جو خطرناک رجحان ہے، اگر مریض کو عارضی مرض ہو اور موسم گرما میں تربوز میسر آئے تو تربوز یا اس کے پانی کا استعمال کرنے سے فوری افاقہ ہوتا ہے۔ چاٹی کی لسی یا کچی لسی کا استعمال بھی تیز بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے! تازہ پانی میں لیموں کا رس نچوڑ کر استعمال کرنا بھی مفید ہے، مستقل مرض کی صورت میں اصولی علاج کے بغیر مرض سے نجات ممکن نہیں، مریض کو اگر قبض ہو تو اسے دور کرنا ضروری ہے۔ مریض کو مستقل طور پر ایسی غذائیں کھلائیں جن سے خون میں حدت بڑھتی ہے۔ مثلاً انڈہ، گوشت، مچھلی، پائے، پراٹھہ، شادی کے پُرتکلف کھانے سے بچنا ضروری ہے۔ سادہ غذا کدو، ٹینڈے، شلجم، گاجر یا سادہ شوربہ جس میں نمک کم ہو، استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

لو بلڈ پریشر: جن مریضوں کا بلڈ پریشر کم رہتا ہے۔ وہ نمک والی چائے، نمک ملا کر لیموں کا پانی، انڈہ، مچھلی، ایسے کھانے جن میں بادام پستہ شامل ہو استعمال کریں، دنیا کی آبادی کا 12 سے 20 فیصد طبقہ اس مرض میں مبتلا ہے۔ سیر کو معمول بنا کر اور سادہ غذا کے استعمال سے ہم اس مرض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اللہ کا ذکر پریشانیوں کو کم کرتا ہے۔ (پروفیسر حکیم سید صابر علی)

Volume:63/73,Issue:43 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

کچھ نہیں ہوگا اندھیروں کو بُرا کہنے سے
اپنے حصے کا دیا خود ہی جلانا ہوگا
(نامعلوم)

تعلیم اہداف پر مبنی ہو، کتاب پر نہیں اور اس کے لئے تربیت یافتہ اساتذہ کا ہونا ضروری

وفاق المدارس الاسلامیہ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ سے صدر وفاق المدارس، امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کا بصیرت افروز خطاب

تعلیم اہداف پر مبنی ہونی چاہئے، کتاب پر نہیں، کشش تعلیم میں ہوتی ہے اور تعلیم کا مدار اساتذہ پر ہے، ہمارے یہاں کتنے تربیت یافتہ اساتذہ ہیں؟ تربیت اساتذہ کو نہیں دی گئی تو غیر تربیت یافتہ تعلیم دینے لگے جس کی وجہ سے فہم میں کمی واقع ہوئی، ظاہر ہے تیرہ سالہ طالب علم کے ساتھ آٹھ سال کی عمر کے طالب علم جیسا برتاؤ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ہمارے اساتذہ کو تربیت یافتہ ہونا چاہیے، انہیں مختلف موضوعات کی تدریس کی تربیت دینی چاہیے، بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ انہیں بی ایڈ، ایم ایڈ وغیرہ بھی کرنا چاہیے، ان خیالات کا اظہار حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صدر وفاق المدارس الاسلامیہ نے اپنی صدارتی خطاب میں کیا وہ مدرسہ امدادیہ لہیر یاسرائے دربھنگہ میں وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کی خصوصی نشست سے خطاب فرمارہے تھے، انہوں نے کہا کہ وفاق المدارس کی طرف سے جو تربیتی نظام چلایا جارہا ہے وہ تین دن کا ہوتا ہے، ضرورت یہ ہے کہ ہر موضوع پر کم از کم چالیس گھنٹے کا تربیتی پروگرام بنایا جائے اور اساتذہ کو مدارس والے اس کی اجازت دیں کہ وہ اس میں شریک ہوکر فائدہ اٹھائیں، صدر وفاق المدارس نے اس بات پر بھی زور دیا کہ وفاق المدارس کو یونیورسیٹیوں میں بورڈ کی حیثیت سے منظور کرانا چاہیے، تاکہ یہاں سے فارغ ہونے والے طلبہ کے لئے دوسرے تعلیمی اداروں کے دروازے بھی کھلیں۔

مجلس کا باقاعدہ آغاز رکن مجلس عاملہ قاضی محمد ارشد گوگری بیگوسرائے کی تلاوت کلام پاک اور قاری فیاض صاحب کی نعت خوانی سے ہوا، اس کے بعد سابقہ میٹنگ کی تجاویز پڑھ کر سنائی گئیں۔ ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے وفاق کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ گذشتہ سال سالانہ امتحان میں کل 7795 طلبہ شریک ہوئے، جن کی کاپیوں کی جانچ اور زبانی امتحان کی بنیاد پر نتائج امتحان بروقت مدارس کو ارسال کئے گئے، نئی میقات کے لئے وفاق کے ذمہ داران اور ارکان مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں آیا، انہوں نے مجلس کو بتایا کہ مولانا آزاد یونیورسٹی حیدرآباد نے وفاق کو بورڈ کی حیثیت سے منظوری دی ہے، جب کہ ہمدرد یونیورسٹی نے وفاق کے چند مدرسوں کو منظوری دے رکھی ہے۔ بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ نے پرائیوٹ بورڈ کی وجہ سے منظوری سے انکار کردیا ہے، مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اور علی گڑھ میں درخواست مختلف مراحل میں زیر غور ہے، ناظم وفاق نے آمد وخرچ کی تفصیلات اور آئندہ کے لئے بجٹ کا تخمینہ بھی پیش کیا۔ شرکاء نے رپورٹ پر اطمینان کا اظہار کیا۔

رپورٹ پر اظہار خیال کرتے ہوئے نائب امیر شریعت، خازن وفاق المدارس الاسلامیہ نے طلبہ کی بڑی تعداد کا دینی تعلیم کے حصول کے لئے دوسری ریاستوں میں جانے اور پولیس کے ذریعہ ہراسانی کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ کوشش کرنی چاہیے کہ طلبہ بہار کے مدارس میں تعلیم حاصل کریں، اس سلسلے میں کوشش ہوتی رہی ہے، لیکن اسے مزید فعال اور مؤثر بنانے کی ضرورت ہے، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، و نائب صدر وفاق المدارس نے ارکان عاملہ کو یقین دلایا کہ وفاق کے کام کو آگے بڑھانے اور اسے فعال ومتحرک بنانے کے لئے جو بھی ضرورت ہوگی امارت شرعیہ سے تعاون ملے گا، انہوں نے کہا کہ کام کو حضرت امیر شریعت کے ویژن (نقطۂ نظر) کو سامنے رکھ کر آگے بڑھایا جائے، آدمی رکھے جائیں اور جائزے کے کام کو مضبوطی سے کیا جائے، رپورٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے مفتی خالد حسین نیموی قاسمی سرپرست ومہتمم مدرسہ رشیدیہ جامع مسجد بیگوسرائے ونائب صدر وفاق نے کہا کہ نظام امتحان کو مؤثر اور مضبوط بنایا جائے، اس کی ایک شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہر ضلع کے مرکزی مدرسہ کو اس کی ذمہ داری دی جائے اور وہ جائزہ لے کر اپنی رپورٹ دفتر وفاق کو پیش کریں، ماضی میں اس کا تجربہ کیا جاچکا ہے، جائزے کے کام کو مستعدی سے انجام دیا جائے اور تدریب المعلمین کے اجتماعات ہر سال پابندی سے منعقد کیے جائیں، مولانا عین الحق امینی قاسمی بانی وناظم معہد عائشہ خاتو پور بیگوسرائے، نائب ناظم وفاق المدارس نے فرمایا کہ مدارس کی درجہ بندی کرنی چاہیے اور ناظرہ قرآن کا بھی تربیتی اجتماع کیا جانا چاہیے، مفتی انوار احمد نائب صدر مدرسہ عارفیہ سنگرام نے الحاق فیس میں اضافہ کرنے اور وفاق کے دفتر میں کارکنوں کی مزید بحالی پر زور دیا، انہوں نے فرمایا کہ ہر ضلع کے بڑے مدرسوں کو فیس کی وصولی کی ذمہ داری دی جائے اور ارکان عاملہ پر بھی فیس کی رقم مقرر کی جائے۔ مولانا نور الہدیٰ صاحب صدر مدرس مدرسہ امدادیہ لہیر یاسرائے دربھنگہ نے فرمایا کہ وفاق کو وسائل کی کمی نہیں ہونی چاہیے، اس لئے کہ وفاق کا بانی امارت شرعیہ ہے جو بمنزلہ باپ کے ہے، باپ مضبوط ہو تو یک گونہ اطمینان رہتا ہے۔ مولانا مفتی اختر امام عادل جامعہ ربانی منوراشریف سمستی پور و نائب صدر وفاق نے طریقۂ تدریس وتربیت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر تعلیم کا ایک مزاج ہوتا ہے، عربی مدارس میں جو طریقۂ تعلیم رائج ہے اسی پر مداومت کرنی چاہیے، اس کے پیچھے صدیوں کی روایت ہے، کوئی نیا طریقہ جاری کرنے سے انتشار کا اندیشہ ہے، نائب ناظم وفاق قاضی محمد انور رانچی کی رائے تھی کہ وفاق کا نظام چل رہا ہے، لیکن اس میں چارمنگ اور کشش نہیں ہے، نظام امتحان کو بھی مربوط اور منظم کیا جائے۔ مولانا اقبال احمد دلکولہ اتر دیناج پور مغربی بنگال، نائب ناظم وفاق نے رکنیت فیس کو دوگونہ اور امتحان فیس میں معقول اضافہ کرنے کی تجویز رکھی۔ مذاکرہ میں مولانا اظہار الحسن صاحب مدرسہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی اور مولانا انصار اللہ صاحب نائب مہتمم ادارہ سبیل الشرعیہ آواپور شاہ پور سیتامڑھی نے بھی حصہ لیا، شرکاء کی آراء پر اظہار خیال کرتے ہوئے ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے ارکان کی قیمتی آرا پر شکریہ کیا اور کہا کہ معاملہ جائزہ کا ہو یا وفاق میں نئے آدمی کی بحالی کا، بات مالیات پر جاکر ہی ٹکتی ہے۔ اس کا مالیہ وفاق کی رکنیت اور امتحان فیس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ ناکافی ضروریات کی تکمیل کے لئے تنہا مجھ ہی کو سوچنا پڑتا ہے جن حضرات نے آرا پیش کی ہیں وہ سب عہدیدار اور اراکین ہیں، اگر آپ سب فکر مند ہوں گے اور وسائل کی کمی نہیں ہونے دیں گے تو کام تیزی سے آگے بڑھے گا، آپ سب اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور جو آرا آپ نے پیش کی ہے اس کی عملی شکلیں تحریری طور پر دو ماہ میں ہمیں ارسال کریں اس کے بعد جو مشترکہ نکات ہوں گے ان پر عمل کیا جائے گا، اور جن نکات پر آرا مختلف ہوں گی اس پر ایک تجزیاتی میٹنگ ان شاء اللہ بلائی جائے گی، مجلس عاملہ نے اگلی میقات کے لئے مولانا مفتی انوار احمد نائب صدر مدرسہ عارفیہ سنگرام مدھوبنی کو ناظم امتحان اور مفتی سعید الرحمٰن صاحب مفتی امارت شرعیہ کو ان کا نائب منتخب کیا، مجلس عاملہ نے ان دونوں کو مجاز قرار دیا کہ دونوں مل کر امتحان کمیٹی کے ارکان کا اپنی صوابدید سے انتخاب کرلیں، اس سے قبل حضرت امیر شریعت اور صدر وفاق المدارس کے مدرسہ امدادیہ پہونچنے پر امیر شریعت و نائب امیر شریعت کی شال پوشی مدرسہ کے سکریٹری جناب عبد الحفیظ صاحب اور سپاس نامہ مدرسہ کے صدر مدرس مولانا نور الہدیٰ نے پیش کیا، جس میں امدادیہ کی تاریخ اور امارت شرعیہ سے اس کے قدیم تعلق اور وفاق سے مدرسہ امدادیہ کے مضبوط انسلاک کا ذکر تھا۔ میٹنگ میں شرکاء کی آرا کی روشنی میں تربیتی نظام کو مضبوط کرنے، وفاق کے اسناد کو یونیورسیٹی سے منظور کرانے، امتحان کے نظام کو چست ودرست کرنے کے سلسلے میں تجاویز منظور ہوئیں، حضرت امیر شریعت صدر وفاق المدارس کی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔ میٹنگ کو کامیاب کرنے میں مدرسہ امدادیہ کے صدر عبد المالک خان، سکریٹری الحاج عبد الحفیظ، حاجی قمر عالم وغیرہ پیش پیش رہے، اچھا انتظام اور بہترین ضیافت فرمائی، میٹنگ میں ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی، قاضی محمد ارشد صاحب رحمانی دربھنگہ، ماسٹر صبغۃ اللہ مظفر پور، حافظ احتشام رحمانی صاحب مونگیر، ڈاکٹر اعجاز احمد نگراں امارت پبلک اسکول بھی شریک رہے۔

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب**)

نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421
Scanned with CamScanner